کتاب العقائد

متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA

کتاب العقائد

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

E-MARKAZ
YOUR ONLINE MADRASA
emarkaz.org

جملہ حقوق بحق ای مرکز eMarkaz محفوظ ہیں

نام کتاب	کتاب العقائد
تالیف	متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1445ھ –مارچ 2024ء
بار اشاعت	اول
تعداد	1100
ناشر	مکتبہ دار الایمان

کتاب منگوانے کا پتہ:

مکتبہ دار الایمان، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی، لاہور روڈ، سرگودھا

0321-6353540

www.emarkaz.org

فہرست

پیش لفظ 7

ابتدائیہ 9

شریعت کے اجزاء: 9

عقیدہ کی تعریف: 10

عقیدہ کی اہمیت: 10

عقیدہ اور عمل میں فرق: 10

معرفتِ عقیدہ: 10

عقائد کی اقسام: 11

علم الکلام اور علم الفقہ: 11

ائمہ علم الکلام: 11

(1):امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ: 11

(2):امام ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری الشافعی رحمہ اللہ: 11

(3):امام ابو منصور ماتریدی الحنفی رحمہ اللہ: 12

نزاع حقیقی: 13

نزاع لفظی: 13

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: 14

اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد 15

صفات محکمات: 16

صفات ذاتیہ: 16

صفات فعلیہ: 17

صفات متشابہات: 17

اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام: 20

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام: 20

الاسماء الحسنیٰ: 21

مشق نمبر 1 22

نبوت سے متعلق عقائد 23

مشق نمبر 2 28

ملائکہ سے متعلق عقائد 29

آسمانی کتب سے متعلق عقائد 30

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق عقائد 31

امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے متعلق عقائد 36

مشق نمبر 3 38

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد 39

بیٹے: 39

بیٹیاں: 39

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین: 39

ولایت سے متعلق عقائد 40

بیعت کی اقسام: 40

جنات سے متعلق عقائد 41

قبر و برزخ سے متعلق عقائد 42

مشق نمبر 4 45

علامات قیامت سے متعلق عقائد 47

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان میں فرق: 50

آخرت سے متعلق عقائد 53

جنت، اعراف اور جہنم سے متعلق عقائد 56

مشق نمبر 5 58

ایمان و کفر سے متعلق عقائد 60

ضروریاتِ دین کی تعریف: 60

1: گناہ کبیرہ: 61

2: گناہ صغیرہ: 61

اجتہاد و تقلید سے متعلق عقائد 62

چند کتبِ عقائد کا تعارف 63

الفقہ الاکبر بروایۃ الامام حماد: 63

الفقہ الاکبر بروایۃ ابو مطیع البلخی: 63

کتاب الوصیۃ: 64

العقیدۃ الطحاویۃ: 64

شرح العقائد النسفیۃ: 65

اردو میں لکھی گئی چند کتبِ عقائد کے نام 66

ائمہ اربعہ کا تعارف 67

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ: 67

امام مالک بن انس رحمہ اللہ: 67

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ: 67

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ: 68

اختلاف ائمہ مجتہدین و فقہاء کی حیثیت: 68

اشاعرہ اور ماتریدیہ: 68

وارثین نبوت: 68

علماء کی تکریم: 69

مشق نمبر 6 70

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

شریعت مطہرہ میں عقائد کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ عقائد درست ہوں تو اعمال قبول ہوتے ہیں اور اگر عقائد میں فساد آجائے تو اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتے۔ اس لیے کامیابی کے حصول کے لیے صحیح عقائد رکھنا ضروری ہے۔ عقائد کی اس اہمیت کے پیش نظر اکابرین امت نے عقائد پر مختلف کتب تصنیف کیں۔ بعض کتب میں اختصار ملحوظ رکھا اور بعض میں عقائد کے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل کا بھی ذکر کیا تاکہ عقائد اچھی طرح سمجھ میں آسکیں اور ان پر کاربند رہنا شرح صدر کے ساتھ ہو۔

واضح رہے کہ جن اہل علم نے عقائد کے عنوان پر قلم اُٹھایا ہے ان کے طرز بیان میں ان ادوار کی علمی و اعتقادی فضا کو بہت دخل رہا ہے۔ بعض اہل علم کے دور میں اگر عقیدہ توحید میں لوگ باطل نظریات داخل کررہے تھے تو انہوں نے اپنی تحریر میں عقیدہ توحید کو مختلف جہات سے ثابت کیا اور اپنی بساط کے مطابق متعلقہ عنوان کے اہم گوشوں کو سامنے لانے کی کوشش کی۔ یہی حال دیگر اعتقادات؛ خلق قرآن، مسئلہ تقدیر، ختم نبوت اور دفاع صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا ہے۔ پھر بعض اکابرین نے قطعی عقائد کو ذکر کیا اور بعض نے عقائد ظنیہ کو بھی اپنی تالیفات کا حصہ بنایا۔ یوں سابقہ وحالیہ ادوار کی تصانیف میں مختلف اعتبار سے عقائد جمع کیے گئے ہیں۔

ہمارے پیش نظر متقدمین ومتاخرین اھل السنۃ والجماعۃ کے اہم متون ہیں جو اپنی اہمیت اور بیانِ اعتقادات میں اپنی مثال آپ ہیں۔ ہم نے ان تمام متون کو یکجا کرنے کی سعی کی ہے تاکہ اسلام کے تمام عقائد ایک جگہ جمع ہو جائیں خواہ ان کا تعلق عقائدِ قطعیہ سے ہو یا عقائد ظنیہ سے، وہ ضروریاتِ دین میں شمار ہوتے ہوں یا ضروریاتِ اھل السنۃ والجماعۃ میں۔

ہمارے پیشِ نظر بنیادی مقصد یہ ہے کہ اکابرین واسلاف کی محنت ایک جگہ جمع ہو جائے اور اہلِ علم کو تمام عقائد یکجا میسر ہو سکیں۔ ہم نے مندرجہ ذیل امور ملحوظ رکھے ہیں:

1- ان متون میں جو عقائد مکرر تھے انہیں حذف کرکے ایک ہی عقیدہ کو لکھا گیا جس کی تعبیر ان شاء اللہ تمام

متون کے موافق ہو گی۔

2- جو عقائد ذکر کیے ہیں ان میں قطعی یا ظنی کی تصریح نہیں بلکہ مطلقاً ذکر کیے ہیں۔

3- بعض امور مثلاً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا ایمان اور تقلید وغیرہ اعتقادات کے باب سے تو نہیں لیکن بعض لوگ انہیں "عقیدہ" باور کروا کر پیش کرتے ہیں اور ان میں راہ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔ ہم نے ان امور کو اعتدال کے ساتھ ذکر کر دیا ہے تاکہ قارئین کے سامنے ان نظریات کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔

4- ہم نے اس کتاب میں صرف عقائد ذکر کیے ہیں۔ ان کے دلائل اور ان پر ہونے والے شبہات کے جوابات اپنی دیگر کتب مثلاً "شرح الفقہ الاکبر، شرح العقیدۃ الطحاویۃ" میں ذکر کر دیے ہیں۔ صاحبِ ذوق حضرات اسے ملاحظہ کریں۔

آخر میں گزارش ہے کہ انسانی بساط کی حد تک ہم نے کوشش کی ہے کہ تمام اعتقادات کا احاطہ ہو لیکن اگر کوئی عقیدہ درج ہونے سے رہ گیا ہو تو قارئین ضرور مطلع فرمائیں تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کو بھی درج کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ "کتاب العقائد" کو اپنی رضا کا سبب بناتے ہوئے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، بندہ کے لیے، مرکز اھل السنۃ والجماعۃ اور اسی مرکز سے متعلق ہر فرد کے لیے اسے صدقۂ جاریہ بنائے، عوام و خواص کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور طلبہ کرام کے لیے سیکھنا آسان فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم؛ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و ازواجہ اجمعین

والسلام، محتاجِ دعا

حال مقیم: خانقاہ حنفیہ استنبول، ترکیہ

23-رمضان المبارک 1445ھ بمطابق 3-اپریل 2024ء

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِىۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۳﴾

مفہوم: بے شک وہی انسان کامیاب ہیں جن کا عقیدہ درست ہو، عمل سنت کے مطابق ہو، صحیح عقیدہ اور سنت عمل کی تبلیغ واشاعت کرتے ہوں اور اگر اس تبلیغ پر مصائب وپریشانیاں آئیں تو ان پر صبر بھی کرتے ہوں۔

شریعت کے اجزاء:

اگر شریعت کے اجزاء کی تفصیلی تقسیم بیان کی جائے تو شریعت کے اجزاء پانچ ہیں:

1: اعتقادات

2: عبادات

3: اخلاقیات

4: معاشرات

5: معاملات

اگر درمیانی تقسیم کی جائے تو اجزاء تین ہیں:

1: اعتقادات

2: عبادات

3: اخلاقیات

اگر نہایت اختصار سے تقسیم کی جائے تو شریعت کے دو جزو ہیں:

1: عقائد

2: اعمال

عقیدہ کی تعریف:

عقائد ”عقیدہ“ کی جمع ہے۔ ایسا نظریہ جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی، جنت اور جہنم کا فیصلہ ہو اسے ”عقیدہ“ کہتے ہیں۔

فائدہ 1: صحیح عقائد کو ”اسلامی عقائد“ کہتے ہیں۔

فائدہ 2: صحیح عقیدہ پر اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کا فیصلہ ہوتا ہے جبکہ باطل اور فاسد عقیدہ پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور جہنم کا فیصلہ ہوتا ہے۔

عقیدہ کی اہمیت:

اعتقاد اصل ہے اور عمل فرع ہے۔ صحیح اعتقاد کے بغیر آخرت کے عذاب سے نجات ممکن نہیں جبکہ عملِ صالح کے بغیر نجات کی امید ہے، البتہ معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے سپرد ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہیں تو اپنی رحمت سے معاف فرمادیں اور چاہیں تو قانونِ عدل سے سزا دیں۔ عقیدہ ایک بھی خراب ہو تو اسلام کی ساری عمارت خراب ہو جاتی ہے۔

عقیدہ اور عمل میں فرق:

1- عقیدہ اصل ہے اور عمل فرع ہے۔ جو فرق اصل اور فرع میں ہے وہی فرق عقیدہ اور عمل میں ہے۔

2- عقیدہ کا محل ”دل“ اور اعمال کا محل ”بدن“ ہے۔ جو فرق دل اور بدن میں ہے وہی عقیدہ اور عمل میں ہے۔

معرفتِ عقیدہ:

عقائد کو اہمیت کے ساتھ سیکھنا ہر شخص پر لازم ہے کیونکہ عقائد؛ دین کی بنیاد ہیں۔ انہی پر اسلام کی عمارت کا دارومدار ہے۔ اگر بنیاد موجود نہ ہو تو عمارت کا وجود ممکن نہیں۔ اسی طرح اگر عقائد موجود نہ ہوں تو اسلام کی عمارت بھی قائم نہیں رہ سکتی۔

عقائد کی اقسام:

عقائد دو قسم کے ہیں:

1-عقائد قطعیہ 2-عقائد ظنیہ

1-عقائد قطعیہ: جن کی بنیاد پر ایمان اور کفر کا فیصلہ ہوتا ہے۔ انہیں "ضروریاتِ دین" بھی کہتے ہیں۔

2-عقائد ظنیہ: جن کی بنیاد پر اهل السنۃ والجماعۃ اور اہل بدعت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ انہیں "ضروریاتِ اهل السنۃ والجماعۃ" بھی کہتے ہیں۔

علم الکلام اور علم الفقہ:

جس علم میں عقائد بیان کیے جائیں اسے "علم العقائد یا علم الکلام" کہتے ہیں اور جس علم میں اعمال اور احکام بیان کیے جائیں اسے "علم الفقہ" کہتے ہیں۔ جو شخص علم الکلام کا ماہر ہو اسے "متکلم" اور جو علم الفقہ کا ماہر ہو اسے "فقیہ" کہتے ہیں۔

ائمہ علم الکلام:

مشہور ائمہ علم الکلام تین ہیں:

(1): امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ:

آپ کا نام نعمان، والد کا نام ثابت، کنیت وصفی ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ آپ سن 80 ہجری میں شہر کوفہ میں پیدا ہوئے۔ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت اور ملاقات کی اور ان سے علم حاصل کیا۔ آپ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے ابواب کی صورت میں مرتب فرمایا۔ آپ فقہاء اور اربابِ مذاہب میں سب سے پہلے متکلم ہیں اور آپ نے ہی سب سے پہلے علم الکلام پر "الفقہ الاکبر" نامی کتاب لکھی۔ آپ کی وفات سن 150 ہجری میں بغداد میں ہوئی اور بغداد کے مقبرہ "خیزران" میں مدفون ہوئے۔

(2): امام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری الشافعی رحمہ اللہ:

آپ کا نام ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری الشافعی ہے۔ آپ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی

اولاد میں سے تھے۔ قبیلہ اشعر کی طرف نسبت کی وجہ سے ان کو اشعری کہتے ہیں۔ 260ہجری میں ''بصرہ'' میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد کا انتقال ہو گیا۔ بعد میں ان کی والدہ کا نکاح مشہور معتزلی ''محمد بن عبد الوہاب بن سلام المعروف ابو علی جُبَّائی'' (ت 303ھ) سے ہو گیا۔ آپ نے فن مناظرہ اور علم الکلام؛ ابو علی جبائی کی تربیت میں رہ کر حاصل کیا لیکن نہایت سلیم الطبع اور سلیم الفطرت ہونے کی وجہ سے مسلک اھل السنۃ والجماعۃ کو قبول کیا اور تاحیات عقائد اھل السنۃ والجماعۃ کے اثبات اور معتزلہ کی تردید میں دلائل دیتے رہے۔ فروع میں امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ ت (204ھ) کے مقلد تھے۔ تین سو کے قریب کتب تصنیف فرمائیں۔ 324ھ میں انتقال فرمایا۔

(3): امام ابو منصور ماتریدی الحنفی رحمہ اللہ:

آپ کا نام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی الحنفی ہے۔ آپ ماوراء النہر سمرقند کے ایک گاؤں ''ماترید'' میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو ''ماتریدی'' کہتے ہیں۔

معتزلہ کا شدت کے ساتھ رد کرنے کی وجہ سے ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کے بعض وہ افکار جن کا دفاع کرنا ادلہ شرعیہ کی روشنی میں مشکل تھا، کی اصلاح فرمائی اور معتزلہ کی تردید اور اھل السنۃ والجماعۃ کے افکار کی تائید میں راہِ اعتدال اختیار فرمائی۔ فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ) کے مقلد تھے۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ محدث زمانہ امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) کے ہم عصر تھے۔ آپ نے 333ہجری میں وفات پائی۔

فائدہ نمبر 1:

اس امت میں بہت سے متکلمین گزرے ہیں جنہوں نے علم الکلام میں تصانیف لکھیں اور اھل السنۃ والجماعۃ کے اعتقادات کی توضیح فرمائی جیسے:

امام ابو بکر محمد بن طیب الباقلانی المالکی (ت 403ھ)

امام ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسی الحنفی (ت 432ھ)

امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن ابی محمد عبد اللہ الجُوَینی النیشاپوری الشافعی (ت 478ھ)

امام ابو حامد محمد بن محمد بن احمد الغزالی الشافعی (ت 505ھ)

امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی الحنفی (ت 537ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر الرازی الشافعی (ت 604ھ)

علامہ سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ تفتازانی الحنفی (ت 792ھ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الحنفی (ت 1176ھ) رحمہم اللہ وغیرہ

لیکن ہم نے یہاں تین ائمہ علم الکلام امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت (ت 150ھ)، امام ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری الشافعی (ت 324ھ) اور امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی الحنفی (ت 333ھ) رحمہم اللہ کا ذکر اس لیے کیا کیونکہ یہ تینوں حضرات علم الکلام کی بنیاد ہیں۔

فائدہ نمبر 2:

عقائد میں ائمہ اربعہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ کا اتفاق ہے کیونکہ عقائد کا جو اختلاف ہوتا ہے یا یہ اسلام سے نکالتا ہے یا سنت سے نکالتا ہے یعنی آدمی کافر فی العقیدہ ہوتا ہے یا مبتدع فی العقیدہ ہوتا ہے اور یہاں اختلاف کے باوجود ہم کسی کو کافر اور مبتدع نہیں کہتے کیونکہ جو اختلاف اسلام سے کفر یا سنت سے بدعت کی طرف لے جائے وہ اختلاف حقیقی ہوتا ہے اور یہاں اختلاف حقیقی نہیں ہے بلکہ نزاع لفظی ہے تو نزاع لفظی کا حکم اور ہوتا ہے اور نزاع حقیقی کا حکم اور ہوتا ہے۔

فائدہ نمبر 3:

نزاعِ حقیقی اور نزاعِ لفظی میں فرق ہوتا ہے۔

نزاع حقیقی:

نزاعِ حقیقی میں حقائق و نظریات کا اختلاف ہوتا ہے جیسے اہل حق کا عقیدہ ہے کہ ثواب و عذاب قبر برحق ہے اس کے مقابلہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ قبر میں ثواب و عذاب نہیں ہوتا یہ "نزاع حقیقی" کہلاتا ہے۔

نزاع لفظی:

نزاع لفظی میں کسی نظریہ میں الفاظ اور تعبیرات کا اختلاف ہوتا ہے۔ جیسے اھل السنۃ والجماعۃ متکلمین اور

صوفیاء کا موقف یہ ہے کہ دنیا میں احوالِ راحت وتکلیف اَصالۃً اور اَصلاً جسم پر آتے ہیں اور تبعاً اور ضمناً روح پر آتے ہیں۔ اور موت کے بعد احوال (ثواب وعذاب) اَصالۃً اور اَصلاً روح پر آتے ہیں اور تبعاً اور ضمناً جسم پر آتے ہیں لیکن متکلمین اھل السنۃ والجماعۃ روح کو "روح" جبکہ صوفیاء اھل السنۃ والجماعۃ روح کو "جسدِ مثالی" کا نام دیتے ہیں کیونکہ روح متشکل بجسد العنصری ہو جاتی ہے۔ اور اس بناء پر وہ یہ تعبیر اختیار کرتے ہیں کہ ثواب وعذاب جسم مثالی کو دیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ؛ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"جمہور اہل شرع جس کو روح کہتے وہ صوفیہ کے نزدیک بدن مثالی سے موسوم ہے جو بدن مادی میں حلول کرتا ہے۔"

تفسیر عثمانی سورۃ بنی اسرائیل آیت 85

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض لوگ ایک شبہ پیش کرتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد ہیں یا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کے؟ آپ حنفی ہیں یا ماتریدی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اصول و فروع میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کے مقلد ہیں۔ باقی امام ابوالحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کی طرف نسبت؛ تقلید کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ ان کے دور میں فرقہ معتزلہ وغیرہ نے عقائد کی ایسی تشریحات کی تھیں جو اھل السنۃ والجماعۃ کے اعتقادات کے خلاف تھیں تو ان دو حضرات نے معتزلہ وغیرہ کا رد کرکے اھل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی صحیح ترجمانی کی۔ اس لیے ہم ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ اشعری اور ماتریدی نسبت معتزلہ کے مقابلہ میں ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقابلے میں جیسا کہ "دیوبندی" نسبت تقلید کی وجہ سے نہیں بلکہ احناف کی صحیح ترجمانی کی وجہ سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے متعلق عقائد

[1]: کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آتی بلکہ وہ کسی بنانے والے کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ یہ کائنات بھی خود بخود وجود میں نہیں آئی بلکہ اس کو بنانے والی بھی کوئی ذات موجود ہے اور وہ "اللہ تعالیٰ" کی ذات ہے۔

[2]: اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات اور اسماء میں یکتا ہے۔ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، کائنات کا ہر ذرہ اس کا محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کل جہان کا خالق و مالک ہے۔

[3]: اللہ رب العزت ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ جب کوئی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ تھے اور جب کوئی نہیں ہو گا تو بھی اللہ تعالیٰ ہوں گے۔

[4]: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ذات ہے، کوئی چیز اس کی قدرت میں حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ارادے میں رکاوٹ بن جائے کہ اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہیں اور کوئی چیز حائل ہو جائے اور وہ کام نہ کرنے دے۔ اسی طرح کوئی چیز ایسی بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہیں کہ یہ کام نہ ہو لیکن وہ چیز اس کام کو کر دے۔

[5]: اللہ تعالیٰ کا کلام؛ الفاظ اور حروف سے مرکب نہیں بلکہ وہ کلام؛ کلامِ نفسی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔

[6]: اللہ تعالیٰ کا کلام؛ ازل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کلام اللہ تعالیٰ کی باقی صفات کی طرح قدیم ہے۔

[7]: اللہ تعالیٰ کا کلام جسے کلام نفسی بھی کہتے ہیں وہ نہ تو مخلوق ہے اور نہ ہی الفاظ و حروف سے مرکب ہے۔

[8]: اللہ تعالیٰ کا کلام؛ سچا اور واقع کے مطابق ہے اور اس میں جھوٹ ہونے کا گمان بھی نہیں ہے۔

[9]: اللہ تعالیٰ اپنے کیے ہوئے فیصلوں کو تبدیل کرنے پر قادر ہیں اگرچہ وہ اپنے فیصلوں کو بدلتے نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مومنین جنت میں اور کفار جہنم میں جائیں گے لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مومنین کو ہمیشہ جہنم میں اور کفار کو جنت میں داخل کر دے، اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے، اسے "عموم قدرت باری تعالیٰ" کہتے ہیں لیکن اللہ

تعالیٰ ایسا کرتے نہیں، اسے ”تنزیہ باری تعالیٰ“ کہتے ہیں۔ ہم عموم قدرت باری تعالیٰ اور تنزیہ باری تعالیٰ دونوں کے قائل ہیں۔

[10]: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور إلٰہ بننے کے لائق نہیں کیونکہ معبود ہونے کے لیے جو صفات ضروری ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور میں موجود نہیں۔ اور کسی میں ایسی طاقت اور قدرت نہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

[11]: اللہ تعالیٰ بلا جسم، بلا مکان اور بلا جہت موجود ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ موجود ہونے میں جسم، خاص مکان اور خاص جہت کا محتاج نہیں۔

[12]: اللہ تعالیٰ کی ذات؛صفاتِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہے۔

[13]: صفات کی دو قسمیں ہیں:

1- محکمات

2- مُتَشابہات

صفات محکمات:

وہ صفات ہیں جن کا معنی بالکل ظاہر اور واضح ہے مثلاً سمع، بصر، علم، قدرت وغیرہ۔

صفات محکمات کی دو قسمیں ہیں:

1: صفات ذاتیہ

2: صفات فعلیہ

صفات ذاتیہ:

وہ صفات ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہو اور ان کی ضد کے ساتھ موصوف نہ ہو، انہیں ”ام الصفات“ بھی کہتے ہیں اور یہ سات ہیں:

حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ حیات کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد ”موت“ کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ علم کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد ”جہل“ کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ قدرت کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد "عجز" کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ ارادہ (عزم ویقین) کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد "تردد و بے یقینی" کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ سمع کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد "صَمَم" (بہرا پن) کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ بصر کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد "عَمٰی" (نابینا پن) کے ساتھ نہیں۔

☼ اللہ تعالیٰ صفتِ کلام کے ساتھ موصوف ہے، اس کی ضد "بَکَم" (گونگا پن) کے ساتھ نہیں۔

صفات فعلیہ:

وہ صفات ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ موصوف ہو اور ان کی ضد کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ موصوف ہو سکے لیکن اس صفت کا وقوع اللہ تعالیٰ کے غیر پر ہو جیسے احیاء، اماتت۔ احیاء میں حیات کا وقوع اور اماتت میں موت کا وقوع مخلوق پر ہے۔ اسی طرح اعزاز، اذلال۔ اعزاز میں عزت کا وقوع اور اذلال میں ذلت کا وقوع مخلوق پر ہے۔

صفات مُتَشابہات:

یہ وہ صفات ہیں جن کے معانی مبہم اور غیر واضح ہیں، عقل انسانی کی وہاں تک رسائی نہیں۔

مُتَشابہات کی دو قسمیں ہیں:

1: غیر معلوم المعنیٰ، غیر معلوم المراد یعنی ان کا لغوی معنی بھی معلوم نہ ہو اور مُرادِ شرعی بھی معلوم نہ ہو۔ ان کو مُتَشابہ من کل الوجوہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے حروف مقطعات: الٓمّٓ، حٰمٓ، نٓ۔

فائدہ:

الٓمّٓ، حٰمٓ، نٓ۔ یہ قرآن کریم کے الفاظ ہیں، اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ لہٰذا حروف مقطعات اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

2: معلوم المعنیٰ غیر معلوم المراد یعنی ان کا لغوی معنی تو معلوم ہو لیکن مراد شرعی معلوم نہ ہو۔ ان کو مُتَشابہ من بعض الوجوہ بھی کہتے ہیں۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ید، وجہ، ساق، عین وغیرہ۔

[14]: اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ”استواء علی العرش“ اللہ تعالیٰ کی صفت مَتشابہ ہے جس کے حقیقی معنیٰ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور قرآن مجید میں اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں۔ البتہ درجہ گمان میں اس کا معنی غلبہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

[15]: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے یَدٌ، وَجۡہٌ، عَیۡنٌ، سَاقٌ، نَفۡسٌ کے کلمات استعمال ہوئے ہیں ان کے بارے میں یا تو یہ اعتقاد ضروری ہے کہ:

1: ان کلمات سے مراد اعضاءِ جسم نہیں۔

2: یہ کلمات؛ صفات ہیں۔

3: یہ کلمات؛ صفاتِ مَتشابہات ہیں۔

4: ان کلماتِ مَتشابہات کے حقیقی معانی ہمیں معلوم نہیں۔

5: ہم ان کلمات کے معانی اور مفاہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔

6: ان کلمات کے جو معانی بھی ہوں وہ مخلوق کی مشابہت سے پاک ہیں۔

اور یہ موقف متقدمین اہل السنت والجماعت کا ہے۔

یا پھر ان کلمات کے معانی میں بوقت ضرورت مناسبِ مقام درجہ ظن میں تاویل کی جائے مثلاً ”یَدٌ“ کا معنی قدرت، ”عَیۡنٌ“ کا معنی حفاظت، ”وَجۡہٌ“ کا معنی ذات اور ”سَاقٌ“ کا معنیٰ شدت ہے۔

اور یہ موقف متاخرین اہل السنت والجماعت کا ہے۔

[16]: اللہ تعالیٰ موجود ہیں مگر موجود ہونے میں مخلوق کی طرح جسم کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ بولتے ہیں مگر بولنے میں مخلوق کی طرح زبان کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ سنتے ہیں مگر سننے میں مخلوق کی طرح کان کے محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں مگر دیکھنے میں مخلوق کی طرح آنکھ کے محتاج نہیں وغیرہ۔

[17]: اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اللہ کی صفات بھی ازلی اور ابدی ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوقات کی پیدائش سے پہلے موجود تھی اسی طرح اللہ کی صفات بھی مخلوق کی پیدائش سے پہلے موجود تھیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات مخلوق کے فنا ہونے کے بعد باقی رہے گی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کے فنا ہونے کے بعد

باقی رہیں گی البتہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب مخلوق کو وجود ملتا ہے۔ مثلاً جب مخلوق موجود نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی خالق تھے اور صفتِ خلق کے ساتھ متصف تھے۔ ہاں جب مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو صفتِ خلق کا ظہور ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ متکلم تو پہلے سے تھے اور صفتِ کلام کے ساتھ متصف تھے لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے تو اس وقت صفتِ کلام کا ظہور ہوا ہے۔ اس لیے صفات کا وجود الگ چیز ہے اور صفات کا ظہور الگ چیز۔

[18]: کسی چیز کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو پیدا فرماتے ہیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کی اپنی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں ہوتی، البتہ اس چیز کی مخلوق کو ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق کی ضرورت اس لیے نہیں کہ اللہ تعالیٰ صمد اور بے نیاز ذات ہے اور کسی چیز کا محتاج ہونا اس شانِ بے نیازی کے خلاف ہے۔

[19]: اللہ تعالیٰ جب کسی کو بیماری یا موت دیتے ہیں تو یہ خوف نہیں ہوتا کہ جس کو بیماری یا موت دے رہا ہوں وہ میرا نقصان کر سکتا ہے یا اس کے عزیز و اقارب مجھ سے بدلہ لے سکتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بغیر کسی خوف کے بیماری اور موت دیتے ہیں۔ کیونکہ خوف ہونا عجز کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ قادر مطلق اور عجز سے پاک ذات ہے۔

[20]: تقدیر؛ علمِ الٰہی اور امرِ الٰہی کے مجموعہ کا نام ہے۔ یعنی اس عالم میں جو کچھ ہوتا ہے یا ہو گا وہ سب کچھ ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ فلاں انسان کو اللہ تعالیٰ اختیار دیں گے اور وہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا یہ علم الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے علم کے موافق ہر چیز کو پیدا فرمانے سے پہلے یہ لکھ دیتے ہیں کہ فلاں بندہ اپنے اختیار سے یہ کام کرے گا اور یہ امر الٰہی ہے۔

[21]: اللہ تعالیٰ کے جو فیصلے بندہ کے نفس، خواہش اور مزاج کے موافق ہوں ان کو "تقدیرِ خیر" اور جو فیصلے نفس، خواہش اور مزاج کے خلاف ہوں انہیں "تقدیرِ شر" کہتے ہیں، وگرنہ اللہ تعالیٰ کے سارے فیصلے اپنی ذات کے اعتبار سے خیر ہی ہوتے ہیں۔

[22]: اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں بندوں کے افعال کے بھی خالق ہیں البتہ بندوں کے بعض افعال اضطراری ہیں جن میں بندے کے ارادے، اختیار اور خواہش و رغبت کا دخل نہیں ہوتا اور کچھ افعال اختیاری ہیں

جن میں بندے کے طبعی شوق ورغبت یا طبعی نفرت وکراہت کا دخل ہوتا ہے۔ ان اختیاری افعال میں بندہ اپنے اختیار سے جو نیک کام کرے گا اس پر جزا اور جو برا کام کرے گا اس پر سزا ملے گی؛ یہ اللہ تعالیٰ کا عدل ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس گناہ گار کو چاہے معاف کر دے۔

[23]: ہر چیز کا وجود اور عدم اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ ہر چیز کی کیفیت، خاصیت اور اس کی تاثیر کا ہونا بھی اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ مسبب الاسباب ہے، کائنات کے اسباب اسی کی مخلوق ہیں اور اسباب کی سببیت بھی اس کی مخلوق اور اس کی مشیت کے تابع ہے، دنیا کی کوئی چیز اپنی ذات میں مؤثر نہیں۔

[24]: جو چیزیں ہمیں نظر آتی ہیں اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتے ہیں اور جو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم ہیں۔ اس کائنات میں جو کچھ ہو چکا، جو ہو رہا ہے اور جو ہو گا اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتے ہیں، کائنات کا کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخفی نہیں۔

[25]: اس کائنات کے ذرے ذرے پر اللہ تعالیٰ کو مکمل اختیار حاصل ہے، مومن اور صالح لوگوں کو جزا جبکہ کفار وفساق کو سزا دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

[26]: اللہ تعالیٰ کسی خاص مکان کے محتاج نہیں یعنی جب کوئی مکان اور جگہ موجود نہ تھی اللہ تعالیٰ تب بھی تھے، اب جبکہ مکانات اور جگہیں موجود ہیں اللہ تعالیٰ اب بھی ہیں اور جب کوئی جگہ اور مکان نہیں ہو گا اللہ تعالیٰ تب بھی ہوں گے۔ اسے سمجھانے کے لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہے کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جہاں اللہ تعالیٰ موجود نہ ہو۔

[27]: اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں کی دو اقسام ہیں:

اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام:

اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام صرف ایک اسم جلالہ یعنی "اللہ" ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام:

اسم جلالہ یعنی "اللہ" کے علاوہ باقی تمام اسماء مبارکہ صفاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کو "اسماءِ حسنیٰ" بھی کہتے ہیں۔

الاسماء الحسنیٰ:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ الْحَسِیْبُ الْجَلِیْلُ الْكَرِیْمُ الرَّقِیْبُ الْمُجِیْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِیْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِیْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِیْدُ الْحَقُّ الْوَكِیْلُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الْمُحْصِی الْمُبْدِئُ الْمُعِیْدُ الْمُحْیِیْ الْمُمِیْتُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِیْ الْمُتَعَالِ الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّءُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِیُّ الْمُغْنِیُّ الْمَانِعُ الضَّآرُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِی الْبَدِیْعُ الْبَاقِی الْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ.

[28]: اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے۔ لفظ ”خدا“ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے مالک ورب کا ترجمہ ہے اس لیے اس لفظ کو ذات باری تعالی کے لیے استعمال کرنا؛ جائز اور درست ہے۔

[29]: وہ کام جو مافوق الاسباب ہیں یعنی جن کا کرنا انسان کے اختیار میں نہیں ان میں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

[30]: بغیر شدید ضرورت اور مجبوری کے منت اور نذر نہیں ماننی چاہیے۔ اگر مجبوری کے تحت منت ونذر ماننی پڑ جائے تو پھر منت اور نذر صرف اللہ تعالیٰ کے نام کی ماننی چاہیے۔ غیر اللہ کے نام کی نذر ماننا درست نہیں۔

فائدہ:

یاد رکھیے! نذر، مَنَّت اور نیاز، تینوں کا ایک ہی مفہوم ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ خاص ہے۔ غیر اللہ کے لیے ان میں سے کسی لفظ کا استعمال درست نہیں۔

مشق نمبر 1

مختصر جواب دیں:

1. عقیدہ کی اہمیت بیان کریں اور عقیدہ اور عمل میں کوئی ایک فرق لکھیں۔
2. عقائد قطعیہ اور عقائد ظنیہ کی تعریف لکھیں۔
3. علم الکلام اور علم الفقہ کسے کہتے ہیں؟
4. نزاع حقیقی اور نزاع لفظی کی مختصر وضاحت کریں۔
5. اللہ تعالیٰ سے متعلق کوئی پانچ عقائد لکھیں۔
6. صفات ذاتیہ کی تعریف لکھیں۔
7. مُتَشابہات کی کتنی قسمیں ہیں؟
8. اللہ تعالیٰ کے لیے یَدٌ، وَجْہٌ وغیرہ الفاظ کے بارے متقدمین اور متاخرین کا موقف تحریر کریں۔
9. عقیدہ تقدیر مختصر لکھیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. شریعت کے اجزاء کی تفصیلی تقسیم کی جائے تو شریعت کے اجزاء........... ہیں۔
2. جو شخص علم الکلام کا ماہر ہو اسے........... اور جو علم الفقہ کا ماہر ہو اسے........... کہتے ہیں۔
3. اللہ تعالیٰ بلا جسم، بلا مکان اور........... موجود ہے۔
4. اللہ تعالیٰ موجود ہونے میں........... کے محتاج نہیں۔
5. اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح اللہ کی صفات بھی........... ہیں۔
6. اللہ تعالیٰ جس طرح بندوں کے خالق ہیں بندوں کے........... کے بھی خالق ہیں۔
7. اس کائنات کے ذرے ذرے پر اللہ تعالیٰ کو........... حاصل ہے۔
8. اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کو........... بھی کہتے ہیں۔

نبوت سے متعلق عقائد

[31]: اللہ تعالیٰ خالق؛ ہم مخلوق، اللہ تعالیٰ مالک؛ ہم مملوک ہیں۔ مخلوق اور مملوک کا فرض ہے کہ اپنے خالق ومالک کی بات مانے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم اس وقت مانیں گے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھیں گے یا بات کو سنیں گے اور اس دنیا میں رہ کر نہ تو ہم اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بات کو سن سکتے ہیں۔ اس لیے ایسے واسطے کی ضرورت ہے جس نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھا یا بات کو سنا ہو اور وہ واسطہ؛ رسول اور نبی کی ذات ہے۔

[32]: "نبی" ایسے انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ، معصوم عن الخطاء اور مفروض الاتباع ہو۔ یعنی وہ انسان اللہ تعالی کی طرف سے مبعوث ہو، صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے پاک ہو اور اس کی تابعداری کرنا فرض ہو۔ ان صفات کو انبیاء کے علاوہ کسی انسان کے لیے ثابت کرنا؛ اگرچہ اس کے لیے نبی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے؛ کفر ہے۔

[33]: نبی اپنی ذات کے اعتبار سے بشر اور انسان ہوتے ہیں اور اپنی صفت کے لحاظ سے نور ہوتے ہیں۔ جن آیات اور احادیث میں انبیاء علیہم السلام کو "بشر" فرمایا گیا وہاں مراد ذاتِ نبوت ہے اور جہاں "نور" فرمایا گیا وہاں مراد صفتِ نبوت ہے۔

[33]: نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے عورت نبی نہیں بن سکتی اور جنات کے لیے بھی انسان ہی نبی ہوتا ہے۔

[34]: نبوت وہبی منصب ہوتا ہے کسبی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو بھی نبوت عطا فرمائی اپنے کرم سے عطا فرمائی، کوئی شخص اپنی محنت اور عبادت سے نبی نہیں بن سکا۔

[35]: نبی معصوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ہر قسم کے چھوٹے اور بڑے گناہ سے بچاتے ہیں۔

[36]: اللہ تعالیٰ کا نبی؛ انسان ہونے کی وجہ سے کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے اور دیگر انسانی اوصاف کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔

[37]: رسولِ کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا سایہ مبارک تھا۔

[38]: کائنات کی تمام مخلوقات میں سب سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرات انبیاء علیہم السلام کا ہے کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی بھی نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔

[39]: رسول وہ ہے جو نئی شریعت لائے اور نبی وہ ہے جو نئی شریعت نہ لائے بلکہ پہلی شریعت کی تعلیم دے۔

[40]: ایک روایت کے مطابق انبیاء کرام اور رسل علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے جبکہ صرف رسل علیہم السلام کی تعداد تین سو پندرہ ہے۔

بہتر یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد بیان کرتے وقت یوں کہا جائے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام تشریف لائے۔

[41]: انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد بھی اپنی مبارک قبروں میں اسی طرح حقیقتاً نبی ہیں جس طرح وفات سے پہلے ظاہری حیات مبارکہ میں نبی تھے۔ البتہ اب باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اور قیامت تک کے لیے نجات کا مدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر ہے۔

[42]: نیند کی حالت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی آنکھیں تو سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا اور نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا وضو باقی رہتا ہے۔

[43]: انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب برحق وسچ ہوتا ہے اور ان پر آنے والی وحی کی طرح وحی ہوتا ہے۔

[44]: اللہ تعالیٰ کے نبی کی جس جگہ وفات ہوتی ہے اسی جگہ تدفین ہوتی ہے۔ نبی کے جسد اطہر کو دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاتا۔

[45]: اللہ تعالیٰ کے نبی کا جسم مبارک اپنی قبر میں محفوظ ہوتا ہے۔

[46]: انبیاء کرام علیہم السلام دنیوی وفات کے بعد اپنی مبارک قبروں میں اپنے دنیاوی جسموں کے ساتھ، بتعلق روح، بغیر مکلف ہونے اور بغیر لوازمِ دنیا کے زندہ ہیں۔

مختلف جہتوں کے اعتبار سے اس حیات کے مختلف نام ہیں:

حیاتِ دنیوی... یعنی دنیا والے جسم کو حیات حاصل ہے۔

حیاتِ جسمانی... یعنی جسمِ حقیقی وعنصری کو حیات حاصل ہے، جسمِ مثالی کو نہیں۔

حیاتِ حسی… یعنی اس حیات کو انبیاء علیہم السلام کا جسم محسوس بھی کرتا ہے۔

حیاتِ برزخی… یعنی یہ حیات عالمِ برزخ میں ہے۔

حیاتِ روحانی… یعنی اس حیات میں روح اصل ہے اور بدن اس کے تابع ہے۔

[47]: وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بطور تلذذ کے اپنی اپنی قبور میں نماز ادا فرماتے ہیں۔

[48]: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام جب دنیا سے تشریف لے جاتے ہیں تو ان کا مال وراثت میں تقسیم نہیں ہوتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام جو مال چھوڑ کر جاتے ہیں وہ امت کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

[49]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ ہیں قیامت کے قریب زمین پر تشریف لائیں گے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو نافذ فرمائیں گے، دجال کو قتل کریں گے اور انتقال کے بعد روضہ اقدس میں دفن ہوں گے۔

[50]: نبی کے لیے خدائی اختیارات اور صفات خاصہ ثابت کرنا جائز نہیں جیسے علم غیب، حاضر ناظر، مختار کل وغیرہ۔ یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

[51]: حضور اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل، اعلیٰ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

[52]: گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام خاص قوموں، خاص بستیوں یا خاص شہروں کی طرف خاص وقت میں بھیجے جاتے تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مکانوں، تمام جہانوں اور تمام زمانوں کے نبی ہیں۔

[53]: گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام فقط انبیاء تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں۔

"نبی" اسے کہتے ہیں جس کا کلمہ پڑھنے کا حکم امت کو ہو اور "نبی الانبیاء" اسے کہتے ہیں جس پر ایمان لانے کا حکم امت کو بھی ہو اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی ہو۔ باقی انبیاء علیہم السلام صرف "نبی" ہیں جبکہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبی بھی ہیں اور نبی الانبیاء بھی ہیں۔

[54]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ معراج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کو نماز پڑھائی ہے اور "امام الانبیاء" کے لقب سے سرفراز ہوئے ہیں۔

[55]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکان، زمان اور مقام کے اعتبار سے آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کسی زمانے، کسی مکان میں کسی بھی قسم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔

[56]: کسی بھی انسان کے مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت کا اقرار کرے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ادب واحترام کرے۔ کسی ایک نبی کی نبوت کا انکار یا کسی ایک نبی کی بے ادبی انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے۔

[57]: مومن ہونے کے لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ نبی کی ذات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے کلام (قرآن کریم) کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر (حدیث مبارک) پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

[58]: وہ تمام حالات وواقعات جن کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق ہے ان کا ذکر کرنا نہایت پسندیدہ اور مستحب ہے۔

[59]: زمین کا وہ حصہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ساتھ ملا ہوا ہے کائنات کے سب مقامات حتیٰ کہ کعبہ، کرسی اور عرش سے بھی افضل ہے۔

[60]: سفر مدینہ منورہ کے وقت روضہ مبارک ومسجد نبوی علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی نیت کرنا افضل اور باعث اجر وثواب ہے۔ البتہ خالص روضہ پاک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا زیادہ بہتر ہے۔

[61]: روضہ اطہر کی زیارت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سے ہے اور اسی حالت میں دعا مانگنا بہتر اور مستحب ہے۔

[62]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اور نہایت اجر وثواب کا باعث ہے۔ کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب اور شفاعت کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

فائدہ:

افضل درود شریف وہ ہے جس کے لفظ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور سب سے افضل

درود؛دورد ابرا ہیمی ہے۔

فائدہ:

زندگی میں ایک مرتبہ صلوۃ و سلام پڑھنا فرض ہے اور جب مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک آئے تو ایک مرتبہ صلوۃ وسلام پڑھنا واجب ہے اور اسی مجلس میں ہر ہر بار پڑھنا مستحب ہے۔

[63]: روضہ اطہر پر حاضر ہو کر صلوۃ و سلام پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا دیتے ہیں اور دور سے پڑھا جائے تو تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیتے ہیں۔

[64]: حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اعمال پر اللہ تعالی کی حمد اور برے اعمال پر اللہ تعالی سے امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

[65]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا کہ حضرت! آپ میری مغفرت کی سفارش فرمائیں؛ جائز ہے۔

[66]: وہ خرق عادت امور جو نبی اور رسول کے ہاتھ پر ظاہر ہوں نبی اور رسول کا معجزہ کہلاتے ہیں۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا، حضرت صالح علیہ السلام کے لیے چٹان سے اونٹنی نکلنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج پر جانا اور قرآن کریم وغیرہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن معجزات سے نوازا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی معجزات میں سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم اور عملی معجزات میں سب سے بڑا معجزہ معراج ہے۔

[67]: معجزہ چونکہ اللہ تعالی کا فعل ہے جو نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے اور اس میں نبی کے اختیار کو دخل نہیں ہوتا اس لیے معجزہ کو شرک کہہ کر معجزہ کا انکار کرنا یا معجزہ سے دھوکہ کھا کر انبیاء علیہم السلام کے لیے مختار کل اور قادر مطلق ہونے کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

مشق نمبر 2

مختصر جواب دیں:

1. نبی کی ضرورت کیا ہے؟
2. نبی کسے کہتے ہیں؟ نبی کے معصوم ہونے کا مطلب بھی بیان کریں۔
3. نبی اور رسول میں فرق بیان کریں۔
4. نبی کی قبر کی حیات کے مختلف نام تحریر کریں۔
5. روضہ اقدس پر حاضری کے وقت چہرہ کس طرف ہونا چاہیے؟
6. درود شریف کب فرض، کب واجب اور کب مستحب ہے؟
7. معجزہ کی تعریف بیان کریں۔
8. نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا علمی معجزہ کون سا ہے اور عملی معجزہ کون سا ہے؟

خالی جگہ پر کریں:

1. نبی ذات کے اعتبار سے بشر اور صفت کے لحاظ سے........... ہوتے ہیں۔
2. نبی ہمیشہ مرد ہوتا ہے........... نبی نہیں بن سکتی۔
3. نبوت وہبی منصب ہوتا ہے........... نہیں۔
4. کوئی بڑے سے بڑا ولی کسی بھی........... نہیں پہنچ سکتا۔
5. نیند کے باوجود انبیاء علیہم السلام کا........... باقی رہتا ہے۔
6. اللہ کے نبی کا جسم مبارک اپنی قبر مبارک میں........... ہوتا ہے۔
7. انبیاء کرام علیہم السلام جو مال چھوڑ کر جاتے ہیں وہ امت کے لیے........... بن جاتا ہے۔
8. حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر........... ہیں۔
9. حضور ﷺ پر روضہ مبارک میں امت کے اچھے اور برے اعمال........... پیش ہوتے ہیں۔

ملائکہ سے متعلق عقائد

[68]: ملائکہ؛ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جنہیں اللہ تعالی نے نور سے پیدا فرمایا اور ان کو مختلف شکلوں میں آنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔

[69]: ملائکہ عموماً انسانی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

[70]: ملائکہ نہ تو مرد ہیں اور نہ ہی عورت ہیں۔ نہ تو ان کی اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ ان کی نسل چلتی ہے۔

[71]: ملائکہ کھانے پینے سے بھی پاک ہوتے ہیں۔

[72]: ملائکہ ہر وقت تسبیح و تہلیل اور احکام خداوندی کی تعمیل میں مشغول رہتے ہیں۔

[73]: جن کاموں پر اللہ نے ملائکہ کو مقرر کیا ہے وہ ان کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اور ان میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔

[74]: ملائکہ کے ذمے مختلف کام ہیں:

- کچھ فرشتوں کے ذمے ارواح قبض کرنا ہے۔ ان کے سردار حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں۔
- کچھ فرشتوں کی ذمہ داری انسانوں کے اعمال لکھنے کی ہے۔
- کچھ فرشتوں کے ذمے انسانوں کی حفاظت کرنا ہے۔
- کچھ فرشتے جنت کے اور کچھ دوزخ کے نگران ہیں۔

[75]: ملائکہ کی تعداد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے البتہ ان میں روح القدس حضرت جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، اور ملک الموت؛عزرائیل علیہم السلام مقرب اور مشہور ہیں۔

[76]: انبیاء ورسل علیہم السلام مقربین ملائکہ یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت، حاملین عرش وغیرہ سے افضل ہیں۔ مقربین ملائکہ؛ دیگر ملائکہ اور خواص بشر؛ اولیاء، اتقیاء، صلحاء سے افضل ہیں۔ خواص بشر؛ عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ عام ملائکہ؛ عام انسانوں سے افضل ہیں۔

آسمانی کتب سے متعلق عقائد

[77]: جس زمانے میں جس نبی پر جو کتاب اللہ تعالی نے نازل فرمائی وہ برحق اور سچی تھی، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔

فائدہ:

تورات، زبور، انجیل اور دیگر تمام صحفِ آسمانی منسوخ ہو چکے ہیں۔ تورات، زبور، انجیل وغیرہ کے جو نسخے آج موجود ہیں یہ تحریف شدہ ہیں۔ یہود و نصاریٰ نے ان میں ردوبدل کر دیا ہے۔ اب قیامت تک کے لیے کتب سماویہ میں سے واجب الاتباع اور نجات کا مدار صرف قرآن کریم ہی ہے۔

[78]: ایک روایت کے مطابق آسمانی کتب اور صحائف کی تعداد ایک سو چار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسی علیہ السلام پر تورات، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور، حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید نازل فرمایا۔ صحائف میں سے پچاس حضرت شیث علیہ السلام، تیس حضرت ادریس علیہ السلام، دس حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دس حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائے۔

[79]: سورۃ فاتحہ سے لے کر "والناس" تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ سچا ہے۔

[80]: سورۃ الفاتحہ سے لے کر "سورۃ الناس" تک قرآن کریم کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرف محفوظ ہے۔

فائدہ:

- قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے۔
- قرآن کریم اللہ تعالی کی صفت ہے۔
- قرآن کریم مخلوق نہیں ہے۔
- قرآن کریم کی دس متواتر اور مشہور قراءات ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق عقائد

[81]: ”صحابی“اس شخص کو کہتے ہیں جو مومن ہو، ایمان کی حالت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی اس کی وفات ہوئی ہو۔

فائدہ:

اگر کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایمان لانے کے ارادے سے آئے تو بھی صحابی ہے اور اگر ایمان لانے کا ارادہ لے کر نہ آئے لیکن محفل میں آ کر ایمان قبول کر لے تو وہ بھی صحابی ہے۔اسی طرح لقاء کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ ایک لمحہ کے لیے بھی صحبت میسر ہو جائے تب بھی صحابی ہے۔

[82]: صحابیت محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ایک عظیم الشان منصب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جیسے نبوت ورسالت کے لیے انبیاء ورسل علیہم السلام کا انتخاب فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو بھی خود منتخب فرمایا۔ رضی اللہ عنہم

[83]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پکے سچے مومن ہیں۔ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفات بیان فرمائی ہیں ان کا سب سے پہلا مصداق حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

[84]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان میں شریعت کے متعلق گواہی دینے کی اہلیت موجود ہے اور ان کی بات کو سچی گواہی کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ دین اسلام کا مدار انہی کی روایات، مرویات اور شہادات پر ہے اور ان کی روایات و شہادات کا انحصار ان کی ذات کے عادل ہونے پر ہے۔

[85]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حجت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال، افعال اور ان کی تقاریر حجتِ شرعیہ ہیں۔ ان کے قول، فعل اور تقریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔

[86]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے محفوظ ہونے کا معنی یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے بشری تقاضہ کے مطابق کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذمے میں وہ گناہ باقی نہیں رہنے

دیتے یعنی دنیا میں توبہ کے ذریعے اس گناہ سے معافی عطا فرما دیتے ہیں اور اس گناہ کی وجہ سے ملنے والے اُخروی عذاب سے ان کو محفوظ فرما لیتے ہیں۔

[87]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معیارِ حق ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس شخص کا ایمان اور عمل قبول ہوتا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان اور عمل کے مطابق ہو۔ اور اگر کسی کا ایمان اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان و عمل کے مطابق نہیں ہو گا تو وہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہو گا۔ نہ تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں "مومن" کہلائے جانے کے لائق ہے اور نہ "نیک" کہلائے جانے کا مستحق۔

[88]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تنقید سے بالاتر ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تنقید سے بالاتر ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کے کسی قول و فعل پر ایسا تبصرہ کرنا جس سے ان کی شخصیت مجروح ہوتی ہو یا ان کی شان میں کمی ہوتی ہو؛ حرام ہے۔ تنقید کی دو ممکنہ صورتیں بن سکتی ہیں:

1: ایمان پر تنقید

2: اعمال پر تنقید

یہ دونوں ممنوع ہیں۔ اگر تنقید ایمان و عقیدہ کی وجہ سے ہو یعنی عقیدہ خراب ہو تو صحابی صحابی نہیں رہتا اور اگر تنقید عمل کی وجہ سے ہو تو صحابی عمل کی وجہ سے صحابی بنتا ہی نہیں ہے۔

[89]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب جنتی ہیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ ان تک تو جہنم کا دھواں بھی نہیں پہنچ سکتا، قیامت والے دن سیدھے جنت میں جائیں گے۔

[90]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُخروی عذاب سے محفوظ ہیں۔ کسی ایک صحابی کو بھی اُخروی عذاب نہیں ہو گا، جس شخص کو ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہو گئی اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا تو اس پر جہنم کی آگ حرام ہے۔

[91]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طبقہ امت کا سب سے بہترین اور افضل ترین طبقہ ہے۔ ان جیسے باکمال اور بے مثال لوگ نہ ان سے پہلے کسی امت میں پیدا ہوئے نہ ہی ان کے بعد امت محمدیہ میں قیامت تک پیدا ہوں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے حفاظ، قراء، علماء، فقہاء، شہداء اور اولیاء سب مل کر بھی کسی صحابی کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

[92]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اگرچہ فرداً فرداً مومن، عادل، معیار حق، تنقید سے بالاتر اور گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن جب کسی بات پر متفق ہو جائیں یعنی ان کا اجماع ہو جائے تو وہ اجماع؛ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی طرح معصوم ہوتا ہے۔

[93]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نامناسب الفاظ سے یاد کرنا، برا بھلا کہنا، سَبّ و شتم کرنا، گالم گلوچ کرنا اور لعن طعن کرنا حرام ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔

[94]: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کا پہلا مصداق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں، پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور پھر بیٹیوں کی اولادیں ہیں۔

[95]: صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی علامت ہے اور صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین دونوں سے بغض یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت اور دوسرے کے ساتھ بغض، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی علامت اور گمراہی ہے۔

[96]: انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانوں میں سب سے اعلیٰ درجہ اور مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے اور ان میں بھی باہمی مقام و مرتبہ کی ترتیب درج ذیل ہے:

1: خلفائے راشدین علیٰ ترتیب الخلافۃ۔

2: عشرہ مبشرہ۔

3: اصحاب بدر۔

4: اصحاب احد۔

5: اصحاب بیعت رضوان۔

6: شرکاءِ فتح مکہ

7: وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو فتح مکہ کے بعد اسلام لائے۔

[97]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے وہ دس صحابہ جن کا نام لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنت کی خوشخبری دی انہیں "عشرہ مبشرہ" کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں: حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذو النورین، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

[98]: "خلافت راشدہ" شریعت کی اصطلاح ہے جس سے مراد "خلافت راشدہ موعودہ فی القرآن" ہے۔ یعنی قرآن کریم کی آیت استخلاف میں جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خلافت دینے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ چار (حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ ان چاروں کو خلفائے راشدین اور ان کے دورِ خلافت کو دورِ خلافت راشدہ کہتے ہیں۔

[99]: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے خلیفہ، جانشین رسول، خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق، دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان ذو النورین اور چوتھے خلیفہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

[100]: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کا اختلاف اجتہادی تھا۔ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بلا شرکتِ غیر؛ متفقہ طور پر امیر المومنین اور مسلمانوں کے خلیفہ بن گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ تو نہیں ہاں البتہ خلافت عادلہ ضرور تھی۔

[101]: حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے باہمی اختلاف میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید کی حکومت نہ خلافت راشدہ تھی اور نہ خلافت عادلہ اور یزید کے اپنے عملی فسق سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بری ہیں۔

[102]: یزید فاسق وفاجر تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا اور ولی عہد ہونے کی وجہ سے یزید کو صالح نہیں کہہ سکتے۔ اور یزید کے فسق وفجور کی وجہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض بھی نہیں کرسکتے۔

[103]: "مشاجرات" کا لغوی معنیٰ ہے: ایک ہی درخت کی ٹہنیوں کا آپس میں ہوا کی وجہ سے ٹکرانا۔ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم کے مشاجرات کا معنی یہ ہے کہ یہ سب کے سب ایک ہی (ایمان والے) درخت کی شاخیں ہیں۔ (آزمائشوں اور خارجی سازشوں جیسی ناموافق) ہواؤں کی وجہ سے آپس میں ٹہنیوں کی طرح ٹکرا بھی گئے بلکہ بعض جنگی حالات بھی پیش آئے، جیسے جنگِ جَمَل اور جنگِ صِفِّین۔

ان جنگوں اور مشاجرات کے باوجود دونوں فریقوں کا احترام، مقام و منصب اور جلالتِ شان کو ذہن میں رکھتے ہوئے اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف یہ ہے کہ ان معاملات میں خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حق (درست اجتہاد) پر تھے اور ان کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی خطا پر تھے۔ ان کی خطا "اجتہادی خطا" تھی جسے کسی صورت "باطل" نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن ان واقعات کی وجہ سے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی فضیلت میں کچھ کمی نہیں ہوئی، کسی ایک کا بھی مقام کم نہیں ہوا اور کوئی ایک بھی ایمان سے خالی نہیں ہوا۔ ان میں کسی ایک کو حق اور اس کے مقابلے میں دوسرے کو باطل قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ حدیث مبارک کی رو سے دونوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کا مستحق سمجھا جائے گا۔

[104]: جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایمان، عدالت، حجیت اور حفاظت کا منکر ہو یا صحابہ پہ طعن و تشنیع کرتا ہو ہم اس سے اعلان براءت کرتے ہیں۔ ہمارا اس بندے سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ہمیں ایسے لوگوں سے الگ رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے متعلق عقائد

[105]: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد نکاح میں آنے والی خواتین کو امہات المومنین کہا جاتا ہے۔ ان کی تعداد 11 ہے۔

اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:

- سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا
- سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
- سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ ام سلمہ ہند بن ابی امیہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا
- سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا
- سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا

فائدہ:

ازواج مطہرات میں سے دو؛ سیدہ خدیجۃ الکبری اور زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وفات پا گئیں اور باقی نو بیویاں بیک وقت آپ کے نکاح میں باقی رہیں۔

ان ازواج مطہرات کے علاوہ کچھ کنیزیں اور باندیاں بھی تھیں۔

ان کے نام یہ ہیں:

1. سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا (ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم پیدا ہوئے جو 18 ماہ بعد فوت ہو گئے۔)
2. سیدہ ریحانہ بنت شمعون رضی اللہ عنہا
3. سیدہ نفیسہ رضی اللہ عنہا
4. سیدہ جمیلہ رضی اللہ عنہا

[106]: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ازواج مطہرات سے نکاح اپنی مرضی سے نہیں فرمایا بلکہ خدا کے حکم اور انتخاب سے فرمایا ہے۔

[107]: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پاک دامن ماننا ضروری ہے۔ کسی بھی نبی کے نکاح میں اللہ تعالی کبھی بدکار عورت نہیں آنے دیتے۔

[108]: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امت مسلمہ کی روحانی مائیں ہیں۔

[109]: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر عدتِ وفات نہیں۔

[110]: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کسی امتی کا نکاح جائز نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مشق نمبر 3

مختصر جواب دیں:

1. ملائکہ کے بارے کوئی پانچ عقیدے لکھیں۔
2. ملائکہ اور انسانوں میں سے افضل کون ہے؟ تفصیل بیان کریں۔
3. اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں اور کتنے صحیفے نازل فرمائے؟
4. صحابی کسے کہتے ہیں؟
5. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عادل، محفوظ اور معیارِ حق ہونے کا مطلب کیا ہے؟
6. خلافتِ راشدہ سے کیا مراد ہے؟ خلفائے راشدین کے نام بھی تحریر کریں۔
7. عشرہ مبشرہ کون کون سے صحابہ ہیں؟
8. مشاجراتِ صحابہ سے کیا مراد ہے؟ اور اس بارے ہمارا نظریہ کیا ہے؟

خالی جگہ پر کریں:

1. ملائکہ: اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جنہیں اللہ تعالی نے...........سے پیدا فرمایا۔
2. صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پکے سچے...........ہیں۔
3. صحابہ کرام کے اقوال، افعال اور ان کی تقاریر...........ہیں۔
4. صحابہ کرام...........سے بالاتر ہیں۔
5. صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت...........کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔
6. حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف...........تھا۔
7. یزید...........تھا۔
8. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے والی خواتین کو...........کہا جاتا ہے۔
9. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو...........ماننا ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

[111]: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے تین بیٹے اور چار بیٹیاں عطا فرمائیں:

بیٹے:

- حضرت قاسم رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

فائدہ: آپ علیہ السلام کے بیٹے عبد اللہ کو "طاہر" اور "طیب" بھی کہا جاتا ہے۔

بیٹیاں:

- حضرت زینب رضی اللہ عنہا
- حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
- حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

[112]: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تین داماد تھے:

1: حضرت ابو العاص لقیط بن الربیع رضی اللہ عنہ جن سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

2: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جن سے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ان کی وفات کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

3: حضرت علی رضی اللہ عنہ جن سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین:

[113]: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا خاتمہ فطرتِ اسلام پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا اسمِ گرامی عبد اللہ اور والدہ محترمہ کا اسمِ گرامی آمنہ ہے۔

ولایت سے متعلق عقائد

[114]: روحانی بیماریوں کی تشخیص اور ان کے علاج کا نام ”تصوف“ ہے جس کو قرآن کریم میں ”تزکیہ نفس“ اور حدیث میں ”احسان“ کہا گیا ہے۔

[115]: عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح فرض ہے جس کے لیے صحیح العقیدہ، متبع سنت، دنیا سے بے رغبت، طالبِ آخرت، مُجاز بیعت شیخ طریقت کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اتباعِ سنت کرنے اور گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرنا ”بیعت“ کہلاتا ہے۔

فائدہ: بیعت کا فائدہ تب ہوتا ہے جب شیخ کو اپنے حالات کی اطلاع اور شیخ کی ہدایات کی اتباع کا اہتمام کیا جائے۔

بیعت کی اقسام:

1: بیعت علی الاسلام، کوئی کافر کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو۔

2: بیعت علی ارکان الاسلام، کوئی شخص مسلمان ہو اور وہ بیعت کرے کہ میں فلاں فلاں گناہ سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ شریعت کی پابندی کروں گا۔

3: بیعت علی الجہاد، کوئی شخص امیر المجاہدین کے ہاتھ پر بیعت کرے کہ میں جب تک زندہ ہوں جہاد کرتا رہوں گا اور مرتے دم تک شریعت کے لیے آپ کا ساتھ دوں گا۔

[116]: ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو صحیح العقیدہ ہو اور گناہوں سے بچے۔ ولی کی بنیادی پہچان اتباع سنت ہے جو جتنا متبع سنت ہو گا اتنا بڑا ولی اللہ ہو گا۔ ولی سے کرامت اور کشف کا ظہور بر حق اور ممکن ہے؛ ضروری نہیں۔

[117]: ولایت کسبی چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالی کا ولی بن سکتا ہے اور ولایت کا مدار کشف و الہام پر نہیں بلکہ تقویٰ اور اتباع سنت پر ہے۔

[118]: اولیاء اللہ کی کرامات بر حق ہیں اور کرامت چونکہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے، اور اس میں ولی کے اپنے اختیار کو دخل نہیں ہوتا، اس لیے کرامت کو شرک کہہ کر اس کا انکار کرنا یا کرامت سے دھوکہ کھا کر اولیاء اللہ کے اختیارات کا عقیدہ رکھنا دونوں غلط ہیں۔

[119]: کافر یا فاسق و فاجر سے خرق عادت کام کا صدور کرامت نہیں بلکہ استدراج (اللہ تعالی کی طرف سے ڈھیل) کہلاتا ہے۔

[120]: اللہ تعالٰی کے اسمائے حُسنیٰ اور اپنے نیک اعمال کا وسیلہ دے کر دعا مانگنا جائز ہے۔

[121]: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی ذات کا وسیلہ دے کر دعا مانگنا جائز ہے۔

[122]: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کی دنیوی زندگی میں اور ان کی وفات کے بعد ان کی ذات کا وسیلہ دے کر دعا مانگنا جائز ہے۔

جنات سے متعلق عقائد

[123]: اللہ تعالٰی نے ایک مخلوق کو آگ سے پیدا کیا ہے جنہیں "جنات" کہتے ہیں۔

[124]: ان میں اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔

[125]: جنات بھی انسانوں کی طرح احکام شریعت کے مکلف ہیں۔

[126]: مرنے کے بعد انسانوں کی طرح ان کو بھی ثواب و عذاب ہو گا۔

[127]: جنات میں کوئی نبی نہیں پیدا ہوا، جنات کے لیے انسان ہی نبی ہوتے ہیں۔

[128]: جنات میں سب سے زیادہ مشہور ابلیس لعین ہے۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ

قبر و برزخ سے متعلق عقائد

[129]: جزا اور سزا کے لیے اعتبار خاتمہ کا ہے۔ عمر بھر کوئی کیسا ہی ہو مگر جس حالت پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق اس کا اچھا یا برا بدلہ ملتا ہے۔

[130]: آدمی عمر بھر میں جب کبھی گناہ سے توبہ کرے یا کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو اس کی توبہ اللہ تعالی کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے دم جب سانس ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ہی ایمان۔

[131]: قیامت کی دو قسمیں ہیں:

1: قیامت صغریٰ: موت کے بعد حشر تک کے حالات اس مرنے والے شخص کے لیے ایک چھوٹی قیامت ہے کیونکہ اعمال کا دور ختم ہو گیا اجمالی حساب و کتاب کے بعد اجمالی جزا اور اجمالی سزا کا دور شروع ہو گیا۔

2: قیامت کبریٰ: صور پھونکنے کے بعد کا زمانہ پوری مخلوق کے لیے ایک بڑی قیامت ہے جس میں تفصیلی حساب و کتاب کے بعد جزا اور سزا کا فیصلہ ہو گا۔

[132]: مسلمان نیک ہو یا فاسق اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کے حق میں استغفار کیا جائے گا اور اس کے لیے ایصال ثواب بھی کرنا چاہیے۔

[133]: جو انسان کفر کی حالت میں فوت ہو جائے نہ تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کے حق میں استغفار و ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

[134]: موت کے بعد اور قیامت سے پہلے جس جگہ میت کا جسم ہو یا میت کے جسم کے اجزاء ہوں وہی اس کی قبر ہے۔ اگر دفنایا جائے تو گڑھا ورنہ جہاں بھی اجزاء ہوں گے وہ جگہ اس میت کی قبر کہلائے گی۔

[135]: سجین سے لے کر علیین تک مکان اور موت سے لے کر حشر تک زمان کے مجموعہ کو برزخ کہتے ہیں۔

[136]: موت کے بعد قیامت سے پہلے قبر اور برزخ میں مردے کے جسم سے روح کا اتنا تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے ایک قسم کی حیات ملتی ہے۔ قبر کی حیات نظر نہ آنے والی مخفی حیات ہوتی ہے، نہ آنکھ سے نظر

آتی ہے اور نہ ہاتھ لگانے سے محسوس ہوتی ہے۔

[137]: مردے سے قبر میں سوالات کے لیے دو فرشتے آتے ہیں وہ انسان کو بٹھاتے ہیں اور تین سوال کرتے ہیں:

1: مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟

2: مَنْ نَّبِيُّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟

3: مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

مومن ان تینوں سوالات کے جوابات دے دیتا ہے جبکہ کافر جوابات نہیں دے پاتا۔

فائدہ:

قبر میں یہ سوال وجواب امتی سے ہوتے ہیں، اللہ کے نبی سے نہیں ہوتے۔

[138]: جو انسان ان تین سوالات کے جوابات دیتا ہے اس کو قبر میں سکون و آرام ملتا ہے اسے جنت کا لباس، جنت کا بستر دیا جاتا ہے اور اس کے لیے جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے جنت کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا اس کی قبر میں پہنچتی رہتی ہے۔ اس کی قبر کو تاحد نگاہ وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیا جاتا ہے۔

اور جو شخص اِن تین سوالوں کے جواب نہیں دیتا اس کی قبر کو اس کے لیے تنگ کر دیا جاتا ہے، اسے جہنم کا لباس پہنایا جاتا ہے، جہنم کا بستر دیا جاتا ہے اور اس کی قبر کی طرف جہنم کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے جہنم کی تپش اور جہنم کا دھواں آتا رہتا ہے۔

تنبیہ:

موت کے بعد ملنے والی حیات اور جزا، سزا کا تعلق موت کے بعد کے ساتھ ہے تدفین کے ساتھ نہیں یعنی جس شخص پر موت آجاتی ہے تو قبضِ روح کے بعد ہی اللہ تعالیٰ اسے اتنی حیات عطا فرما دیتے ہیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے احوال کو دیکھتا اور سنتا ہے اور جب لوگ اس کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں تو وہ باتیں بھی کرتا ہے اگر مومن ہو تو لوگوں کو جلدی کرنے کا کہتا ہے اور اگر کافر ہو تو تاخیر کے لیے چیختا اور چلاتا ہے جس کی آواز اور چیخ و پکار کو انسانوں اور جنات کے علاوہ ہر مخلوق سنتی ہے۔

فائدہ:

موت کے بعد کے احوال چونکہ ہم سے پوشیدہ رکھے گئے ہیں، اس لیے ہمیں مرنے والوں کی حیات کا شعور نہیں ہوتا، ان کی آواز سنائی نہیں دیتی، اور ان کے سننے اور دیکھنے کی کیفیت کو ہم محسوس نہیں کر پاتے۔

[139]: مردہ دفن کر کے جانے والوں کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

[140]: قبرستان میں جب مردوں کو سلام کیا جائے تو وہ سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔

[141]: انسان عمل کر کے اجر خود لے تو اسے "ثواب" کہتے ہیں اور عمل کر کے اس کا اجر کسی اور کو دے تو اسے "ایصال ثواب" کہتے ہیں۔ اهل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ثواب اور ایصال ثواب دونوں برحق ہیں۔

[142]: اگر کوئی زندہ، صحیح العقیدہ مسلمان شریعت کے مطابق اور اخلاص کے ساتھ دعا کرے، یا بدنی یا مالی نفلی عبادت کر کے کسی دوسرے زندہ یا مردہ صحیح العقیدہ شخص کو اجر و ثواب دینا چاہے تو اللہ کریم اس کا ثواب دوسرے شخص کو عطا فرما دیتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

مشق نمبر 4

مختصر جواب دیں:

1. رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کتنے بیٹے اور کتنی بیٹیاں عطا فرمائیں؟
2. رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں اور بیٹیوں کے نام لکھیں۔
3. رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامادوں کے نام لکھیں۔
4. رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم اور والدہ محترمہ کا نام لکھیں۔
5. تصوف کی تعریف لکھیں۔
6. بیعت کی کتنی اقسام ہیں؟
7. ولی کسے کہتے ہیں؟
8. کافر سے خرقِ عادت چیز ظاہر ہونے کو کیا کہتے ہیں؟
9. جنات سے متعلق تین عقیدے لکھیں۔
10. قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ کی تعریف لکھیں۔
11. فرشتے قبر میں مردے سے کون کون سے سوال کرتے ہیں؟

خالی جگہ پر کریں:

1. حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے............بیٹے اور............بیٹیاں عطا فرمائیں۔
2. حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت............رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا اور ان کی وفات کے بعد حضرت............رضی اللہ کا نکاح ہوا۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا خاتمہ............پر ہوا۔
4. عقائد، اعمال اور اخلاق کی اصلاح............ہے۔
5. بیعت کا فائدہ تب ہوتا ہے جب شیخ کو اپنے حالات کی خبر دی جائے اور شیخ کی ہدایات کی............کا

اہتمام کیا جائے۔

6. ولایت............ چیز ہے، کوئی بھی انسان عبادت کر کے اللہ تعالی کا ولی بن سکتا ہے۔

7. حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ کا............ دے کر دعا مانگنا جائز ہے۔

8. جزا اور سزا کے لیے اعتبار............ کا ہے۔

9. مسلمان نیک ہو یا فاسق اس کی نمازِ............ پڑھی جائے گی۔ اس کے حق میں استغفار کیا جائے گا اور اس کے لیے ایصال ثواب بھی کرنا چاہے۔

10. جو انسان............ کی حالت میں فوت ہو جائے نہ تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کے حق میں استغفار وایصال ثواب کرنا جائز ہے۔

11. سجین سے لے کر علیین تک............ اور موت سے لے کر حشر تک............ کے مجموعہ کو برزخ کہتے ہیں۔

12. مردہ دفن کر کے جانے والوں کی............ کی آواز سنتا ہے۔

13. اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں ثواب اور ایصال ثواب دونوں............ ہیں۔

علامات قیامت سے متعلق عقائد

[143]: قیامت کی علامات دو قسم کی ہیں:

1: علاماتِ صغریٰ۔

2: علاماتِ کبریٰ۔

علاماتِ صغریٰ سے مراد وہ علامتیں ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد تک وقوع پذیر ہوں گی۔ ان میں سے کچھ علامات ظاہر ہو چکی ہیں، کچھ ہو رہی ہیں اور کچھ ظاہر ہوں گی۔

اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد سے لے کر نفخۂ اولیٰ تک ظاہر ہونے والی علامات "علاماتِ کبریٰ" ہیں۔

[144]: علاماتِ صغریٰ میں سے چند ایک ذکر کی جاتی ہیں:

1: چرواہے اور کم درجے کے لوگ فخر و نمود کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے۔

2: ظلم و ستم عام ہو گا۔

3: شرم و حیا اٹھ جائے گی۔

4: شراب کو "نبیذ" سود کو "خرید و فروخت" اور رشوت کو "ہدیہ" کا نام دے دیا جائے گا۔

5: علم اٹھ جائے گا اور جہل زیادہ ہو جائے گا۔

6: سرکاری خزانوں کو حکومتی لوگ لوٹیں گے۔

7: زکوٰۃ کو ٹیکس سمجھا جائے گا۔

8: دین کو دنیا کے لیے استعمال کیا جائے گا۔

9: شوہر؛ بیوی کی اطاعت کرے گا اور ماں کی نافرمانی کرے گا۔

10: آدمی؛ دوست سے پیار کرے گا اور باپ سے بے توجہی کرے گا۔

11: ذلیل اور فاسق شخص قوم کے سردار بن جائیں گے۔

12: گانا گانے والیوں کا بول بالا ہو گا۔

13: مسجدوں میں زور زور سے باتیں ہوں گی۔

14: شراب عام ہو گی۔

15: اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔

16: مردوں میں ریشم عام ہو جائے گا۔

17: جھوٹ کا رواج عام ہو جائے گا۔

علاماتِ کبریٰ میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

[145]: حضرت مہدی علیہ الرضوان کی آمد قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے پہلی نشانی ہے۔ آپ کا نام محمد اور والد کا نام عبد اللہ ہو گا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ سیرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوں گے۔ مکہ مکرمہ میں ان کا ظہور ہو گا، بیت اللہ کے طواف کے دوران لوگ انہیں پہچان لیں گے اور ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پہلے ان کی حکومت عرب میں ہو گی پھر ساری دنیا میں پھیل جائے گی۔ ان کے دور حکومت میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو گا۔ آپ کا عمل شریعت محمدیہ کے مطابق ہو گا۔ آپ کے زمانے میں دجال نکلے گا اور آپ ہی کے زمانہ بادشاہت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے مشرقی منارہ پر فجر کی نماز کے قریب نازل ہوں گے اور امام مہدی کے پیچھے نماز ادا فرمائیں گے۔ امام مہدی؛ عیسائیوں سے جہاد کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔ بیت المقدس میں آپ کا انتقال ہو گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے اور آپ بیت المقدس ہی میں دفن ہوں گے۔

[146]: ”دجال“ ایک خاص کافر شخص کا نام ہے جو قوم یہود سے ہو گا اور ”مسیح“ اس کا لقب ہو گا۔ مسیح؛ مسح سے ہے جس کا معنی ہے مَلی ہوئی آنکھ والا یعنی کانا۔ اس کی ایک آنکھ میں انگور کے دانے کے برابر ناخونہ ہو گا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان ”ک۔ف۔ر“ لکھا ہوا ہو گا۔

دجال کا خروج اس زمانے میں ہو گا جب امام مہدی علیہ الرضوان نصاریٰ سے جہاد کرتے ہوئے قسطنطنیہ کو

فتح فرما کر شام واپس آئیں گے اور شہر دمشق میں مقیم ہو کر مسلمانوں کے انتظام میں مصروف ہوں گے۔ اس وقت دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر اصفہان آئے گا، وہاں ستر ہزار یہودی اس کے تابع ہو جائیں گے۔ اس کے بعد وہ خدائی کا دعوی کرے گا اور زمین میں فساد پھیلاتا پھرے گا۔ حق تعالیٰ بندوں کے امتحان کے لیے اس کے ہاتھ سے مختلف قسم کے کرشمے اور شعبدے ظاہر فرمائیں گے۔ یمن سے ہو کر مکہ مکرمہ کا رخ کرے گا مگر مکہ مکرمہ پر فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ کا ارادہ کرے گا۔ مدینہ منورہ کے دروازوں پر بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا اس لیے دجال مدینہ منورہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔ بالآخر پھر پھرا کر شام واپس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر فجر کی نماز کے وقت دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نازل ہوں گے۔ آپ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے۔ دجال آپ کو دیکھتے ہی ایسے پگھلے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ بالآخر وہ ''بابِ لُدّ'' پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو گا۔

[147]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ کانے دجال کا خروج ہو چکا ہو گا اور امام مہدی دمشق کی جامع مسجد میں نماز فجر کے لیے تیاری میں ہوں گے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھے ہوئے نزول فرمائیں گے اور نماز سے فراغت کے بعد امام مہدی کی معیت میں دجال پر چڑھائی کریں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہو گی کہ کافر اس کی تاب نہ لا سکیں گے، اس کے پہنچتے ہی مر جائیں گے اور دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کریں گے، ''بابِ لُد'' پر جا کر اس کو اپنے نیزے سے قتل کریں گے اور اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔ اس کے بعد لشکر اسلام دجال کے لشکر کا مقابلہ کرے گا۔ اس لشکر میں جو یہودی ہوں گے مسلمانوں کا لشکر ان کو خوب قتل کرے گا۔ اس طرح زمین دجال اور یہود کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے گی۔

فائدہ:

چونکہ ابھی حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اس لیے مزید چند ضروری باتیں بھی ذہن نشین کرلی جائیں:

1: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔

2: اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت وکتاب عطا فرمائی۔

3: جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم کو دعوت دی تو یہودی آپ کے دشمن بن گئے اور انھوں نے قتل کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی اور آپ کو زندہ آسمان پر اُٹھالیا۔

4: قیامت کے قریب واپس دنیا میں تشریف لائیں گے۔

5: دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر نازل ہوں گے۔

6: دجال کو قتل کریں گے۔

7: عدل وانصاف کرنے والے حاکم ہوں گے۔

8: آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے، آپ کی اولاد بھی ہوگی۔

9: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوگا، اہل اسلام آپ کا جنازہ ادا کرنے کے بعد روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کریں گے۔

10: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

[148]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی زندگی میں ایک قحطانی شخص کو اپنا خلیفہ مقرر کر جائیں گے جس کا نام جہجاہ ہوگا، وہ خوب عدل وانصاف کے ساتھ حکومت قائم کریں گے مگر جلد ہی شر وفساد پھیلنا شروع ہو جائے گا۔

[149]: ظہور مہدی اور نزول عیسی ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں ان سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی دو علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان میں فرق:

1: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نبی اور رسول ہیں اور امام مہدی امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے، نبی نہ

ہوں گے۔

:2 حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پیٹ سے بغیر باپ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً 600 سال پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور امام مہدی قیامت کے قریب مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے، ان کا نام محمد بن عبد اللہ ہو گا۔

:3 حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے ہیں اور امام مہدی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔

[150]: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی ہلاکت کے کچھ عرصہ بعد امام مہدی انتقال فرما جائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔ بیت المقدس میں ان کا انتقال ہو گا اور وہیں مدفون ہوں گے۔ امام مہدی کی وفات کے بعد مسلمانوں کی قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہو گی اور زمانہ نہایت سکون اور راحت سے گزر رہا ہو گا کہ یکایک وحی نازل ہو گی کہ اے عیسیٰ! تم میرے بندوں کو کوہ طور کے پاس لے جاؤ! میں اب ایک ایسی قوم کو نکالنے والا ہوں کہ جس کے ساتھ لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ وہ قوم یاجوج ماجوج کی قوم ہے جو یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔

شاہ ذوالقرنین نے دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہایت مستحکم آہنی دیوار قائم کر کے ان کا راستہ بند کر دیا تھا۔ قیامت کے قریب وہ دیوار ٹوٹ جائے گی اور یہ غارت گر قوم ٹڈی دَل کی طرح ہر طرف سے نکل پڑے گی اور دنیا میں فساد پھیلائے گی جس کا ذکر قرآن کریم کی سورہ کہف آیت 93 تا 98 میں موجود ہے۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کو لے کر کوہِ طور کی طرف چلے جائیں گے اور بارگاہِ خداوندی میں یاجوج ماجوج کے حق میں طاعون کی ہلاکت کی دعا کریں گے جبکہ باقی لوگ اپنے اپنے طور پر قلعہ بند اور محفوظ مکانوں میں چھپ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو طاعون کی وبا سے ہلاک کریں گے۔ اس بلائے آسمانی سے سب مر جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے پرندے بھیجیں گے جو بعض کو تو کھا جائیں گے اور بعض کو اٹھا کر سمندر میں ڈال دیں گے۔ پھر بارش ہو گی جس کے سبب ان مرداروں کی بدبو سے نجات ملے گی اور زندگی نہایت راحت اور آرام

سے گزرے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس یا پینتالیس سال زندہ رہ کر مدینہ منورہ میں انتقال فرمائیں گے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

[151]: قیامت کے قائم ہونے سے پہلے سورج مغرب سے نکلے گا اور یہ وہ وقت ہو گا جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اس وقت ایمان لانا مفید ثابت نہ ہو گا۔

[152]: جس روز آفتاب مغرب سے طلوع ہو گا اس کے چند روز بعد مکہ مکرمہ کے "صفا" پہاڑ سے ایک عجیب الخلقت جانور نکلے گا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو پتھر سے نکالا تھا اسی طرح اپنی قدرت سے قیامت کے قریب صفا پہاڑ سے ایک جانور نکالیں گے جو لوگوں سے کلام کرے گا اور قیامت کی خبر دے گا۔ مومنین کے چہروں پر ایک نورانی نشانی لگائے گا جس سے ان کے چہرے روشن ہو جائیں گے اور کافروں کی آنکھوں کے درمیان ایک مہر لگائے گا جس سے ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

[153]: دآبۃ الارض کے نکلنے کے کچھ عرصے بعد ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان اور اہل خیر مر جائیں گے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مؤمن کسی غار یا پہاڑ میں چھپا ہوا ہو گا تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچے گی اور وہ شخص اس ہوا سے مر جائے گا۔ نیک لوگ سب مر جائیں گے تو نیکی اور بدی میں فرق کرنے والا بھی کوئی باقی نہ رہے گا۔

[154]: اس کے بعد حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہو گا اور زمین پر ان کی سلطنت ہو گی۔ ظلم اور فساد عام ہو گا۔ بے شرمی اور بے حیائی کھلم کھلا ہو گی۔ لوگ چوپایوں کی طرح سڑکوں پر زنا کریں گے۔ حبشی لوگ خانہ کعبہ کو شہید کر دیں گے۔

[155]: قیامت کی آخری نشانی یہ ہے کہ وسطِ عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ملک شام کی طرف ہانک کر لے لائے گی جہاں مرنے کے بعد حشر ہو گا۔ یعنی قیامت میں جو نئی زمین بنائی جائے گی اس کا وہ حصہ جو موجودہ زمین کے ملک شام کے مقابل ہو گا۔ یہ آگ لوگوں سے دن رات میں کسی وقت جدا نہ ہو گی اور جب صبح ہو گی اور آفتاب بلند ہو جائے گا تو یہ آگ لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ جب لوگ ملک شام میں پہنچ جائیں گے تو یہ آگ غائب ہو جائے گی۔

آخرت سے متعلق عقائد

[156]: اللہ تعالیٰ جب اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہو گا؛ وہ صور پھونکیں گے جس کی آواز شروع میں نہایت دھیمی اور سریلی ہو گی جو آہستہ آہستہ بڑھتی چلی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند پرند، سب حیرت کے عالم میں بھاگنے لگیں گے۔ جب آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر روئی کی طرح اڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے۔ سارا عالم فنا ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام پر بھی موت آجائے گی۔ اللہ کی ذات کے علاوہ کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

[157]: کچھ عرصہ بعد اللہ تعالی حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم ایک بار پھر وجود میں آجائے گا اور مردے قبروں سے اٹھیں گے۔ یہی قیامت کا دن ہو گا۔

[158]: قیامت کے دن جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو ہر ذی روح چیز کے جسم کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ مخلوق برہنہ حالت میں میدان محشر میں جمع ہو گی، کچھ سواریوں پر سوار ہوں گے، کچھ دوڑ رہے ہوں گے اور بعض چہروں کے بل گھسٹ کر جائیں گے۔

[159]: دنیا میں کیے ہوئے سب اعمال سامنے ہوں گے، ان کے بارے میں جواب دہی ہو گی۔ انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے علم، لوح محفوظ اور کراماً کاتبین کے دفتر (رجسٹر) میں محفوظ ہو گا۔ زمین انسان کے ہر قول و فعل کو محفوظ کر رہی ہے۔ قیامت کے دن وہ سب کچھ اگل دے گی اور گواہی دے گی کہ اس انسان نے فلاں وقت اور فلاں جگہ یہ کام (اچھا یا برا) کیا تھا۔ انسانی اعضاء و جوارح کو بھی اس دن زبان مل جائے گی جو انسان کے حق میں یا اس کے خلاف بولے گی۔

[160]: نیک لوگوں کو ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جبکہ فساق کو ان کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

[161]: قیامت کے دن ایک ترازو قائم کیا جائے گا، اس میں اعمال کو تولا جائے گا اور وزن کی بنیاد اخلاص ہو گا۔

[162]: جہنم کے اوپر ایک پل موجود ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ پانچ سو سال چڑھتے ہوئے، پانچ سو سال گزرتے ہوئے اور پانچ سو سال اترتے ہوئے لگیں گے۔

انسان اپنے اعمال کے اعتبار سے اس پر گزریں گے۔ کوئی بجلی کی کڑک کی طرح تیز ہوں گے، کوئی ہوا کی طرح، کوئی گھوڑے کی رفتار اور کوئی اونٹ کی رفتار حتی کہ کوئی گھسٹ کر چل رہا ہو گا۔ نافرمان اور کافر اس سے گر کر جہنم رسید ہوں گے۔

[163]: حوض کوثر میدانِ محشر میں ایک تالاب ہے جس کی لمبائی ایک مہینے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ اس حوض پر پانی پینے کے برتنوں کی تعداد ستاروں کی تعداد سے بھی زیادہ ہو گی۔ بدعتی آدمی وہاں سے پانی نہیں پی سکے گا۔

فائدہ:

"کوثر" جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ اس نہر سے دو پرنالے اس حوض (تالاب) میں گرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس حوض (تالاب) کو حوضِ کوثر کہتے ہیں۔

[164]: قیامت کے دن مختلف افراد کے لیے مختلف قسم کی؛ مختلف حضرات کی طرف سے شفاعت ہو گی۔

سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے انسانیت کا حساب کتاب شروع ہو گا۔ یہ شفاعت پوری انسانیت کے لیے ہو گی اسے شفاعت کبریٰ کہتے ہیں۔

[165]: شفاعت کبریٰ کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متعدد سفارشیں فرمائیں گے:

- حساب کتاب میں سہولت کیے جانے کی شفاعت۔
- بعض کے لیے بلا حساب کتاب جنت میں داخلے کی شفاعت۔
- بعض جنتیوں کے درجات کی بلندی کی شفاعت۔
- جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے ان کے جنت میں داخلے کی شفاعت۔
- جن کے متعلق جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہو گا (لیکن ابھی تک جہنم میں داخل نہ ہوئے ہوں گے) ان کے لیے جنت میں داخلہ کی شفاعت۔

- جہنم میں داخل ہو جانے والے گناہگاروں کے لیے جہنم سے نکلنے اور جنت میں داخلے کی شفاعت۔
- جو عذاب کے مستحق ہو چکے ان کے عذاب میں تخفیف کی شفاعت۔

[166]: تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امت کے حق میں بخشش اور درجات کی بلندی کی شفاعت فرمائیں گے۔

[166]: جس مومن نے اپنی جان راہ خدا میں قربان کر دی قیامت کے دن اسے بھی شفاعت کا حق دیا جائے گا اور ایک شہید ستر گناہگار اہل ایمان کی شفاعت کرے گا۔

[167]: علماء اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے جس کی برکت سے متبعین کو نجات ملے گی۔

[168]: جس شخص نے قرآن مجید کو پڑھا اور اس کو حفظ کیا، اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس حافظ قرآن کی سفارش کو قبول فرمائیں گے جن کے لیے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

[169]: جس کی تین، دو یا ایک نابالغ اولاد فوت ہو جائے اور وہ صبر کرے تو قیامت کے دن یہ بچے اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنے والدین کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول بھی ہو گی۔

[170]: جو لوگ دنیا میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، راتوں کو اٹھ کر قرآن سنتے اور سناتے ہیں ان کے حق میں قرآن کریم شفاعت کرے گا۔

[171]: جو لوگ رمضان المبارک کا ادب واحترام کرتے ہیں، دن کا روزہ اور رات کا قیام کرتے ہیں تو روزہ ان کے حق میں شفاعت کرے گا۔

[172]: قیامت کا دن دنیا کے دنوں کے اعتبار سے قرآن مجید کی ایک آیت کے مطابق ایک ہزار سال کا اور دوسری آیت کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ مراد یہ ہے کہ بعض لوگوں کے لیے ان کے اعمال کے پیشِ نظر ایک ہزار سال کا اور بعض کے لیے ان کے اعمالِ کے پیشِ نظر پچاس ہزار سال کا ہو گا۔

[173]: اس دن موت کو ایک دنبے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا جو اس بات کی علامت ہو گی کہ اس کے بعد کسی کو موت نہیں آئے گی۔ اس کے بعد اہل جنت جنت میں اور اہلِ جہنم جہنم میں چلے جائیں گے۔

جنت، اعراف اور جہنم سے متعلق عقائد

[174]: جنت اہل ایمان کے لیے انعام و عیش کی جگہ ہے جو پیدا کی جا چکی ہے۔

[175]: اس کی لمبائی اور چوڑائی کا اندازہ اس دنیا میں لگانا ناممکن ہے۔

[176]: قیامت کے بعد جو ایک بار جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

[177]: جنت میں اہل جنت کو وہ نعمتیں ملیں گی جن کا تصور اس دنیا میں ناممکن ہے۔

[178]: اہل جنت کو جنت میں بڑھاپا، بیماری، غم، موت اور مشقت نہیں ہو گی۔

[179]: جنت میں اہل جنت کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے گا۔

[180]: جنت میں پانی، دودھ، شہد اور صاف ستھری شراب کی نہریں ہوں گی۔

[181]: اہل جنت کو جنت میں ریشم کا لباس اور سونے چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔

[182]: جنت میں ہر قسم کے میوے اور پھلوں کے باغات ہوں گے۔

[183]: جنت میں پاکیزہ حوریں ملیں گی اور ان تمام حوروں کی سردار دنیا والی بیوی ہو گی۔

[184]: کوئی کافر جنت میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں جائے گا۔ کافر کو جنت کی ہوا کا ایک جھونکا بھی نہیں ملے گا خواہ وہ معتدل کافر ہو یا متشدد۔

[185]: جنت ہمیشہ رہے گی اور کبھی فنا نہیں ہو گی۔

[186]: جو شخص جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا اور جنت داخل ہو گا اسے دنیا سے دس گنا بڑی جنت ملے گی۔

[187]: جنت میں اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا اور یہ دیدار بغیر کسی کیفیت کے اور بغیر کسی تشبیہ کے ہو گا اس لیے کہ انسانی آنکھ اللہ تعالیٰ کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔

[188]: اللہ تعالیٰ کا قرب اور بُعد؛ مسافت کی کمی بیشی کے اعتبار سے نہیں بلکہ عزت اور ذلت کے معنی کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ قیامت کے دن فرمانبردار شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گا لیکن یہ قرب بغیر کسی کیفیت کے ہو گا اور نافرمان شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہو گا لیکن یہ دوری بھی بغیر کیفیت کے ہو گی۔

[189]: اعراف؛جنت اور جہنم کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے، جہاں وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، یہ لوگ اہل جنت کو جنت کی نعمتوں میں دیکھ کر جنت کے حصول کی دعا کریں گے اور اہل جہنم کو عذاب میں مبتلا دیکھ کر جہنم کے عذاب سے پناہ مانگیں گے۔ بالآخر ایک وقت آئے گا جب اللہ تعالیٰ اصحابِ اعراف کو جنت میں داخل فرمادیں گے۔

[190]: جہنم کفار اور منافقین کے لیے دائمی عذاب کی جگہ ہے، جو تیار ہو چکی ہے۔

[191]: کفار اور منافقین جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

[192]: اہل ایمان میں بعض گناہگار جو جہنم میں جائیں گے وہ بطورِ تزکیہ جائیں گے نہ کہ بطورِ عذاب۔ اگر کسی جگہ اسے عذاب کہا گیا ہے تو وہ صرف اس لیے کہ صورت عذاب کی ہو گی۔

[193]: جہنم ہمیشہ رہے گی اور کبھی فنا نہیں ہو گی۔

[194]: جہنمی جہنم میں موت کی تمنا کریں گے مگر موت نہیں آئے گی۔

[195]: جہنم میں اہل جہنم کو کئی قسم کے عذاب دیے جائیں گے:

(۱) آگ کا لباس

(۲) آگ کا عذاب

(۳) سروں پہ کھولتا ہوا گرم پانی

(۴) کھانے کے لیے کانٹے دار درخت اور پینے کے لیے گرم پیپ

(۵) گلے میں طوق

(۶) جہنم میں جہنمیوں کو ڈسنے کے لیے بختی اونٹوں کی طرح بڑے بڑے زہریلے سانپ جو ایک مرتبہ کاٹ لیں تو چالیس سال تک ان کے زہر کا درد نہ جائے۔

(۷) جہنم میں جہنمیوں کو ڈنک مارنے کے لیے لگام لگائے ہوئے خچروں کے برابر بڑے بڑے بچھو جن کے ایک مرتبہ ڈنک مارنے کی تکلیف چالیس سال تک باقی رہے گی۔

مشق نمبر 5

مختصر جواب دیں:

1. قیامت کی علاماتِ صغریٰ اور علاماتِ کبریٰ سے مراد کیا ہے؟
2. پانچ علاماتِ صغریٰ لکھیں۔
3. امام محمد مہدی کے بارے آپ کیا جانتے ہیں؟
4. حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اہلِ اسلام کے عقیدہ کی مختصر وضاحت لکھیں۔
5. حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی میں فرق بیان کریں۔
6. آخرت سے متعلق کوئی سے پانچ عقیدے تحریر کریں۔
7. قیامت کے دن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت فرمائیں گے ان میں سے پانچ کا تذکرہ کریں۔
8. جنت سے متعلق تین عقیدے لکھیں۔
9. اعراف سے مراد کیا ہے؟
10. جہنمیوں کو جتنی قسم کا عذاب ہو گا، ان میں سے تین لکھیں۔
11. جنت اور جہنم کب تک رہیں گی؟
12. حافظِ قرآن کی شفاعت کتنے لوگوں کے حق قبول کی جائے گی؟
13. اصحابِ اعراف آخر میں کہاں جائیں گے؟
14. ایک شہید کتنے لوگوں کی شفاعت کرے گا؟
15. "کوثر" کسے کہتے ہیں؟
16. یاجوج ماجوج کیسے ہلاک ہوں گے؟
17. قیامت کے دن موت کو کس شکل میں لا کر ذبح کیا جائے گا؟
18. شفاعتِ کبریٰ کسے کہتے ہیں؟

خالی جگہ پر کریں:

1. قیامت کے قریب شراب کو .... سود کو .... اور رشوت کو ....کا نام دے دیا جائے گا۔
2. اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر...........کریں گے۔
3. ”دجال“ ایک خاص...........کا نام ہے جو قوم...........سے ہو گا۔
4. قیامت کے قائم ہونے سے پہلے .... مغرب سے نکلے گا اور یہ وہ وقت ہو گا جب توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔
5. انسان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کے علم، لوح محفوظ اور...........کے دفتر میں محفوظ ہو گا۔
6. قیامت کے دن ایک ترازو قائم کیا جائے گا، اس میں اعمال کو تولا جائے گا اور وزن کی بنیاد........... ہو گا۔
7. علماء اپنے...........کی شفاعت کریں گے جس کی برکت سے متبعین کو نجات ملے گی۔
8. جنت اہلِ ایمان کے لیے انعام و عیش کی جگہ ہے جو...........کی جا چکی ہے۔
9. جنت میں اہل جنت کو اللہ تعالیٰ کا...........نصیب ہو گا۔
10. کفار اور...........جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان و کفر سے متعلق عقائد

[196]: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام چیزوں کو ماننے کا نام "ایمان" ہے۔

[197]: ضروریات دین میں سے کسی ایک کے انکار کرنے کا نام "کفر" ہے۔

ضروریاتِ دین کی تعریف:

ضروریاتِ دین سے مراد وہ تمام امور (عقائد و مسائل) ہیں جن کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی، تواتر اور بداہت کے طور پر ہو اور ان کا دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہونا ہر عام و خاص کو اس طرح معلوم ہو کہ اسے جاننے کے لیے خاص اہتمام کی ضرورت نہ ہو بلکہ مسلمان انہیں ایک دوسرے سے وراثتاً معلوم کرتے چلے آئے ہوں۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی توحید، انبیاء علیہم السلام کی نبوت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت، موت کے بعد حشر نشر، قیامت کا وقوع، جنت دوزخ، نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ کا فرض ہونا، جرائم؛ چوری، زنا، تہمت، قتل وغیرہ کا حرام ہونا۔

[198]: ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی البتہ ایمان کی کیفیت میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

[199]: اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر کہنا درست نہیں۔

[200]: "اہلِ قبلہ" شریعت کی ایک اصطلاح ہے۔ اہلِ قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کا اعتراف کریں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس کی تصدیق کریں۔

[201]: کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر کہنا درست نہیں۔

[202]: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کو "گناہ" کہتے ہیں۔

[203]: گناہ کی دو قسمیں ہیں:

1. گناہِ کبیرہ
2. گناہِ صغیرہ

1: گناہ کبیرہ:

اُس گناہ کو کہتے ہیں:

(۱) جس کے کرنے والے پر قرآن وسنت میں وعید کی گئی ہو جیسے یتیم کا مال کھانا۔

(۲) جس پر حد مقرر کی گئی ہو جیسے چوری کرنا، زنا کرنا، شراب پینا۔

(۳) جس کے مرتکب پر لعنت کی گئی ہو جیسے کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے جھوٹ بولنا۔

(۴) جس گناہ میں فساد کسی ایسے گناہ کے فساد کے برابر یا زیادہ ہو جس پر وعید یا حد یا لعنت آئی ہو جیسے شراب کے علاوہ دوسری نشہ آور چیزیں استعمال کرنا، ڈاکہ ڈالنا۔

(۵) جو کام بطور تہاون فی الدین کیا جائے یعنی اس انداز سے کیا جائے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اس شخص کے دل میں دین کی کوئی عظمت نہیں ہے۔

2: گناہ صغیرہ:

جس گناہ پر ایسی وعید نہ ہو جو کبیرہ گناہ پر آئی ہے۔ مثلاً وہ جھوٹ بولنا جس میں کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے، کسی فاسق کے پاس بلا ضرورت اٹھنا بیٹھنا۔

[204]: گناہ سے ایمان ختم نہیں ہوتا ہاں البتہ ایمان کی نورانیت کم ہو جاتی ہے۔

[205]: کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھنے والا مسلمان نہیں رہتا۔

[206]: مؤمن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کی جائے۔ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے سے بندہ اہل ایمان کی صف سے نکل جاتا ہے۔ باقی اگر کوئی مومن ایسا جملہ یا کلمہ کہہ دے جس میں کئی احتمال ہوں ان میں اکثر احتمال کفریہ اور کوئی ایک احتمال ایمان کا ہو تو اس کے بارے اچھا گمان رکھتے ہوئے اس کے قول میں تاویل کر کے اسے کفر سے بچانے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک بندے میں کئی باتیں کفر کی اور ایک ایمان کی ہو تو اسے مومن کہا جائے۔

[207]: کامیاب جماعت وہ ہے جو شریعت پر عمل کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت؛ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد کرے۔ دونوں کی ذات کو مانے اور دونوں کی بات کو مانے۔

اجتہاد و تقلید سے متعلق عقائد

[208]: شریعت پر عمل کرنے کے دو طریقے ہیں:

1: دلیل سے مسئلہ جاننا۔

2: دلیل سے مسئلہ جاننے والے پہ اعتماد کرکے بلا مطالبہ دلیل مسئلہ ماننا۔

فائدہ نمبر 1:

دلیل سے مسئلہ جاننے کا نام ”اجتہاد“ ہے اور دلیل والے پر اعتماد کرکے بلا مطالبہ دلیل مسئلہ ماننے کا نام ”تقلید“ ہے۔

فائدہ نمبر 2:

یہاں دلیل سے جاننے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت سے اصول بھی خود نکالنے والا ہو اور ان اصولوں سے مسائل کا استنباط بھی خود کرنے والا ہو۔

[209]: جو مسلمان خود قرآن و سنت میں غور و فکر کرکے نئے پیش آنے والے مسائل کو حل نہ کر سکتا ہو اس کے لیے مجتہد و فقیہ کی تقلید واجب ہے۔ تقلید ایسے مجتہد کی کی جائے گی جس کے اصول و فروع مدوّن ہوں۔ ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور مجتہد کے مسائل؛ جزئیات و فروعات مدون نہیں اس لیے ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنا واجب ہے۔ اہل حق یا تو مجتہد ہیں یا مقلد۔ جو مجتہد بھی نہ ہو اور مقلد بھی نہ ہو تو یہ امت کا گمراہ طبقہ ہے۔

[210]: نئے پیش آنے والے مسائل کا قواعد شریعت کی روشنی میں حل نکالنا ”اجتہاد“ ہے جبکہ تحقیق شدہ مسائل میں نئی تحقیق کرکے امت کو گمراہ کرنا اور راہِ راست سے ہٹانا ”الحاد“ ہے۔ اجتہاد؛ محمود ہے جبکہ الحاد؛ مذموم ہے۔

چند کتبِ عقائد کا تعارف

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ فقہ کے ساتھ ساتھ علم الکلام کے بھی پہلے متکلم اور مدون ہیں۔علم الکلام پر آپ سے کئی ایک کتب مروی ہیں۔

الفقہ الاکبر بروایۃ الامام حماد:

یہ کتاب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بیٹے حضرت حماد رحمہ اللہ سے منقول ہے۔اس کتاب میں امام صاحب رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات، اللہ تعالیٰ کی صفات، اللہ تعالیٰ کے اسماء، ملائکہ، آسمانی کتب، صداقت قرآن کریم، تقدیر، نبوت، عصمت انبیاء علیہم السلام، معجزات و کرامات، خلافت راشدہ، ثواب وعذاب قبر، علامات قیامت اور آخرت وغیرہ سے متعلقہ عقائد کو اجمالاً ذکر فرمایا ہے۔ایمان اور کفر، نیک اعمال کے مفید اور گناہوں کے مضر ہونے کے بارے فرقہ مرجئہ سے اعلان برات بھی فرمایا اور کہیں کہیں بعض ان فروعی مسائل کے بارے اہل حق کے نظریہ کو بھی بیان فرما دیا جنہیں اس دور کے بعض گمراہ لوگوں نے اپنا شعار بنا رکھا تھا۔اس کتاب کا اسلوب سادہ اور بیانیہ ہے یعنی امام صاحب رحمہ اللہ صرف عقیدہ کو آسان لفظوں میں ذکر فرماتے ہیں۔

اس کتاب کی کئی شروحات لکھی گئیں جن میں سب سے زیادہ معروف شرح ملا علی قاری رحمہ اللہ کی مِنَحُ الرَّوْضِ الْاَزْهَرِ فِي شَرْحِ الْفِقْهِ الْاَكْبَرِ ہے۔

الحمد للہ راقم کو یہ کتاب الفقہ الاکبر کئی ملکوں میں سبقاً پڑھانے کا اور اس کتاب کی اردو شرح لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔میرے وہ اسباق احناف میڈیا سروسز پر موجود ہیں اور اردو زبان میں "شرح الفقہ الاکبر" ساڑھے پانچ سو سے زائد صفحات پر مشتمل شائع ہو چکی ہے۔

الفقہ الاکبر بروایۃ ابو مطیع البلخی:

یہ کتاب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البلخی رحمہ اللہ سے منقول ہے اس میں اھل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کو سوال وجواب کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔یعنی امام ابو مطیع سوال کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں۔اس کتاب کا اصل نام تو الفقہ الاکبر ہی تھا لیکن بعد میں اسے الفقہ الابسط

کے نام سے شہرت ملی ہے۔ اور الفقہ الابسط نام سے شہرت کی وجہ ان دونوں کتابوں میں فرق کرنا ہے کہ جو حضرت حماد سے منقول ہے وہ الفقہ الاکبر اور جو امام ابو مطیع سے منقول ہے وہ الفقہ الابسط ہے۔ اس کتاب کی مشہور شرح امام فقیہ ابو اللیث السمرقندی رحمہ اللہ نے شرح الفقہ الاکبر کے نام سے لکھی ہے۔

کتاب الوصیۃ:

یہ علم الکلام پر ایک مختصر رسالہ ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے وصیت کی صورت میں لکھوایا۔ اس میں آپ رحمہ اللہ نے اہل السنت والجماعت کے عقائد کو احسن انداز میں بیان فرمایا اور فتنہ پرور لوگوں کے عقائد کا رد فرمایا۔ جو عقائد الفقہ الاکبر، الفقہ الابسط اور امام صاحب رحمہ اللہ کی دیگر کتب میں بیان ہو چکے تھے انہیں اشارتاً بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مشاجراتِ صحابہ میں توقف، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا۔

العقیدۃ الطحاویۃ:

اس کتاب میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ سے منقول اہل السنت والجماعت کے عقائد کو جمع فرمایا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، اللہ تعالیٰ کی صفات، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا دیدار، نبوت و ختم نبوت، معراج، ایمان و کفر، حب صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم، ثواب وعذاب قبر، بعث بعد الموت وغیرہ کو خوبصورت انداز میں بیان فرمایا۔ اور آخر میں چند گمراہ فرقوں کی نشاندہی کر کے ان سے اعلان برات بھی فرمایا ہے۔

الحمد للہ راقم کو یہ کتاب "العقیدۃ الطحاویۃ" بھی کئی ملکوں میں سبقاً سبقاً پڑھانے اور اس کتاب کی اردو شرح لکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ میرے یہ اسباق احناف میڈیا سروسز پر موجود ہیں اور اردو زبان میں "شرح عقیدہ طحاویہ" تقریباً پونے دو سو صفحات پر مشتمل شائع ہو چکی ہے۔

شرح العقائد النسفیۃ:

یہ کتاب دو کتابوں کا مجموعہ ہے:

1- العقائد النسفیۃ

2- شرح العقائد

(۱)"العقائد النسفیۃ" یہ متن ہے۔ جو مفتی الثقلین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔

(۲)"شرح العقائد" یہ شرح ہے۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی رحمہ اللہ نے متن میں موجود ان عقائد کی دلائل نقلیہ اور عقلیہ سے وضاحت فرمائی ہے۔

اس متن اور شرح میں جو عقائد بیان کیے گئے وہ درج ذیل ہیں:

1: اسباب علم اور حدوث عالَم۔

2: اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات، صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ۔ اور صفات میں سے صفتِ کلام، صفتِ ارادہ اور صفتِ تکوین کی تفصیل۔

3: قیامتِ صغریٰ کے بعد کے احوال یعنی ثواب و عذاب قبر، ایصالِ ثواب۔

4: علامتِ قیامت اور قیامتِ کبریٰ کے بعد کے احوال یعنی بعث، وزنِ اعمال، حساب و کتاب، حوضِ کوثر، پل صراط، شفاعت اور جنت و جہنم۔

5: عقیدہ نبوت و ختمِ نبوت۔

6: دلائلِ نبوت یعنی معجزات بالخصوص معجزہ معراج۔

7: ملائکہ اور فرشتوں کے بارے عقائد۔

8: مقامِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلافت راشدہ، عشرہ مبشرہ۔

9: امام اور خلیفہ کی ضرورت، امام کے اوصاف اور مسئلہ امامت میں اھل السنت واہل تشیع کا اختلاف۔

10: ایمان اور کفر کی بنیادی مباحث۔

11: اسبابِ تکفیر اور موانعِ تکفیر۔

12: انبیاء کرام علیہم السلام کی ملائکہ پر افضلیت۔

13: بعض ایسی جزئیات جو فروعی مسائل کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اُس دور میں بعض گمراہ لوگوں نے ان مسائل کو اپنا شعار بنالیا تھا اور ان مسائل کی وجہ سے اہل حق پر فتویٰ بازی کرتے تھے تو علامہ نسفی رحمہ اللہ نے ان مسائل کی وضاحت فرمادی۔ مثلاً اجتہاد و تقلید، مسح علی الخفین، نبیذِ تمر وغیرہ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم الکلام کے ماہر کو کبھی بھی فروعی مسائل اور چھوٹے فرقوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

اردو میں لکھی گئی چند کتبِ عقائد کے نام

المہند علی المنفد، مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ

علم الکلام، مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

عقائد الاسلام، مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ

عقائد اھل السنت والجماعت، مفتی محمد طاہر مسعود مدظلہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

ائمہ اربعہ کا تعارف

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

آپ کا نام نعمان، وصفی کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم اور سراج الامۃ ہے۔ آپ رحمہ اللہ سن 80 ہجری کوفہ میں پیدا ہوئے، کئی ایک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی اور کئی ایک صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایات بھی لیں۔ آپ رحمہ اللہ نے سب سے پہلے فقہ کو مدون فرمایا۔ قرآن وسنت میں غور وفکر کرکے امت کے لاکھوں مسائل کا حل پیش فرمایا۔ امام اعظم رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "الفقہ الاکبر" ہے۔ آپ رحمہ اللہ ماہ رجب 150 ہجری کو اس دنیا سے آخرت کی طرف کوچ فرماگئے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

آپ کا نام مالک، والد کا نام انس اور لقب امام دار الھجرۃ ہے۔ آپ رحمہ اللہ سن 79 ہجری مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوئے۔ مدینہ منورہ کے علماء سے علم حاصل کیا۔ 17 سال کی عمر میں درس حدیث دینا شروع فرمایا۔ پوری زندگی مدینہ منورہ میں حدیث مبارک کی خدمت فرماتے رہے۔ اس دوران آپ کو سخت مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑا مگر آپ استقامت کی مثال بنے رہے۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "مؤطا امام مالک" ہے۔ 179 ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

آپ رحمہ اللہ کا نام محمد اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ والد گرامی کا نام ادریس بن عثمان بن شافع ہے۔ چونکہ پڑ دادا کا نام "شافع" تھا اس لیے ان کی طرف نسبت کی وجہ سے "شافعی" کہلائے۔ آپ کی ولادت 150 ہجری کو "غزہ" (شام، موجودہ فلسطین) میں ہوئی۔ بچپن میں والد صاحب کی وفات کے بعد آپ کی والدہ آپ کو مکہ مکرمہ میں لے آئیں، آپ نے وہاں رہ کر علم دین حاصل کیا۔ حصول علم کے بعد مصر تشریف لے گئے اور وہاں درس وتدریس کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں معروف کتاب "کتاب الام" ہے۔ 204 ہجری کو مصر میں وفات ہوئی۔

امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ کا نام احمد، کنیت ابو عبد اللہ اور آپ کا لقب حافظ الملۃ ہے۔ امام احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ 164 ہجری کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ جیسے فقہاء سے علم حاصل کیا۔ آپ رحمہ اللہ کی کئی کتب ہیں جن میں سے معروف کتاب "مسند احمد بن حنبل" ہے۔ آپ رحمہ اللہ 241 ہجری کو بروز جمعۃ المبارک بغداد میں فوت ہوئے۔

آپ کا مکمل نام "احمد بن محمد بن حنبل" ہے۔ والد صاحب کا نام حذف کر کے داد کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو "احمد بن حنبل" کہا جاتا ہے۔

اختلاف ائمہ مجتہدین وفقہاء کی حیثیت:

اختلاف دو قسم کا ہے ایک عقائد کا دوسرا فروعی اور اجتہادی مسائل کا۔ اعتقادی اختلاف معیوب ہے جبکہ فروعی اور اجتہادی اختلاف محبوب ہے۔ ائمہ اربعہ کا اختلاف عقائد میں نہیں بلکہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ہے۔ اور فروعی مسائل میں مجتہدین کا اختلاف ہر مجتہد کے لیے اجر کا ذریعہ ہے۔ درست اجتہاد پر دو اجر ہیں اور خطا کی صورت میں ایک اجر ہے۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ:

معتزلہ اور دیگر فرق باطلہ کے باطل عقائد کے مقابلے میں اہل حق کے عقائد کی ایک تعبیر وہ ہے جو امام ابو الحسن الاشعری الشافعی رحمہ اللہ ت324ھ کی ہے اور ایک تعبیر وہ ہے جو امام ابو منصور ماتریدی الحنفی رحمہ اللہ ت333ھ کی ہے۔ اہل حق میں سے جو حضرات امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ کی تعبیر لیتے ہیں انہیں اشاعرہ اور جو امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ کی تعبیر لیتے ہیں انہیں ماتریدیہ کہا جاتا ہے۔

وارثین نبوت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ آخری نبی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے علماء کرام کو انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بنایا ہے۔ علماء نے وہ سب کام کرنے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام نے فرمائے۔ قرآن کریم اور دیگر علومِ

نبوت پڑھانا، قرآن کریم کی تفسیر کرنا، امت کی قیادت کرنا، تبلیغ کرنا، جہاد کرنا، تدریس کرنا، تزکیہ واصلاح کرنا یہ سب علماء کی ذمہ داریاں ہیں۔

علماء کی تکریم:

علماء کرام کی تعظیم وتوقیر اور ان کا ادب واحترام اہل اسلام کی ذمہ داری ہے۔ دینی معاملات میں ان کا تعاون کرنااوران کی ضرورتیں پوری کرنااہل اسلام کاشرعی حق ہے۔

دعا:

اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ

اے اللہ کریم! ہمیں حق کا حق ہونا دکھادیجیے اور اتباع حق کو ہماراوظیفہ بنادیجیے، ہمیں باطل کا باطل ہونا دکھادیجیے اور باطل سے بچناہماراوظیفہ بنادیجیے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وآلہ الصلوۃ والتسلیم

اَللّٰهُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مشق نمبر 6

مختصر جواب دیں:

1. ایمان اور کفر کی تعریف لکھیں۔
2. اہل قبلہ سے مراد کون ہیں؟
3. گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟
4. اجتہاد اور تقلید کی تعریف لکھیں۔
5. اجتہاد اور الحاد میں فرق بیان کریں۔
6. ائمہ اربعہ کے اسمائے گرامی تحریر کریں۔
7. امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔
8. امام شافعی رحمہ اللہ کا پورا نام تحریر کریں۔
9. امام مالک کا لقب کیا ہے؟
10. ائمہ اربعہ کی ایک ایک کتاب کا نام لکھیں۔

خالی جگہ پر کریں:

1. ایمان میں .... نہیں ہوتی البتہ ایمان کی کیفیت میں .... ہوتی رہتی ہے۔
2. کسی مسلمان کو کسی گناہ کی وجہ سے .... کہنا درست نہیں۔
3. گناہ سے ایمان .... نہیں ہوتا ہاں البتہ ایمان کی .... کم ہو جاتی ہے۔
4. کسی حرام کو حلال اور حلال کو حرام سمجھنے والا .... نہیں رہتا۔
5. اختلاف دو قسم کا ہے: ایک عقائد کا دوسرا .... مسائل کا۔
6. علماء کرام کی تعظیم و توقیر اور ان کا احترام اہل اسلام کی .... ہے۔

یادداشت

ای مرکز کے زیر انتظام آن لائن کورسز

طویل دورانیے کے کورسز:

- ایک سالہ تخصص فی العقائد الاسلامیہ [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تخصص فی الافتاء [حضرات]
- چار سالہ مکمل عالم کورس [حضرات وخواتین]
- دوسالہ علم دین کورس [حضرات وخواتین]
- ایک سالہ تفسیر کورس [حضرات وخواتین]
- دوسالہ تعلیم القرآن کورس [بچوں کے لیے]

شارٹ کورسز: [کل کورسز: 30-چند اہم کورسز کے نام:]

- رمضان کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- رمضان کورس اردو انگلش [بچوں کے لیے]
- صراط مستقیم کورس اردو انگلش [حضرات وخواتین]
- زکوۃ کورس [حضرات وخواتین]
- نماز کورس [حضرات وخواتین]
- عقائد کورس [حضرات وخواتین]
- حج وعمرہ کورس [حضرات وخواتین]
- ختمِ نبوت کورس [حضرات وخواتین]
- مسائلِ نکاح وطلاق کورس [حضرات وخواتین]

برائے رابطہ:

www.emarkaz.org +923235913337

تعارف مؤلف

نام: محمد الیاس گھمن

ولادت: 12-04-1969

مقام ولادت: 87 جنوبی، سرگودھا

تعلیم: حفظ القرآن الکریم: جامع مسجد بوھڑ والی، گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ

ترجمہ وتفسیر القرآن: امام اھل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ

درس نظامی: (آغاز) جامعہ بنوریہ کراچی، (اختتام) جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

تدریس: (سابقاً) معہد الشیخ زکریا، چپاٹا، زمبیا، افریقہ (حالاً) مرکز اھل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا

مناصب: سرپرست: مرکز اھل السنۃ والجماعۃ وخانقاہ حنفیہ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان

بانی وامیر: عالمی اتحاد اھل السنۃ والجماعۃ

چیف ایگزیکٹو: احناف میڈیا سروسز

بیعت وخلافت: الشیخ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ (کراچی) الشیخ عبدالحفیظ مکی رحمۃ اللہ علیہ (مکہ مکرمہ) الشیخ عزیز الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (اسلام آباد)

الشیخ سید محمد امین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (خانیوال) الشیخ قاضی محمد مہربان رحمۃ اللہ علیہ (ڈیرہ اسماعیل خان)

الشیخ ذوالفقار احمد نقشبندی حفظہ اللہ (جھنگ) الشیخ محمد یونس پالنپوری حفظہ اللہ (گجرات ہندوستان)

چند تصانیف: دروس القرآن، خلاصۃ القرآن، کتاب الحدیث، کتاب العقائد، کتاب السیرۃ

کتاب الفقہ، کتاب الاخلاق، شرح الفقہ الاکبر، کتاب النحو، کتاب الصرف

تبلیغی اسفار: خلیجی ممالک، ملائیشیا، جنوبی افریقہ، سنگاپور، ہانگ کانگ، ترکیہ وغیرہ (23 ممالک)

دارالایمان